عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۳ ۰ شمارہ نمبر : ۳۱

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

سن عیسوی کا آغاز اور مسلمانوں کا طرز عمل

مسلمانوں کے ایک دوسرے پر حقوق

قادیانیوں کے ژولیدہ دلائل

احتشام الحق، پی این ایس مہران

دوستی اور دشمنی کا حقیقی معیار

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

"سب اعمال سے افضل عمل اللہ کے لئے دوستی اور اللہ ہی کے لئے دشمنی رکھنا ہے۔"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس روایت کو بیان فرمایا جس میں اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ بندۂ مومن کے لئے ضروری ہے کہ اس کے دوست ایسے ہوں جن سے صرف اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے محبت رکھتا ہو اور اگر کسی سے دشمنی ہے تو وہ بھی صرف اس لئے ہو کہ یہ شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان ہے کیونکہ جو شخص محبوب ہوتا ہے' جس سے دوستی ہوتی ہے' اس کی ہر بات کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ کہیں اس کے مزاج اور مرضی کی خلاف کوئی بات نہ ہو جائے اور اگر اس کے خلاف کام ہو گا تو دل کو تکلیف ہو گی۔ اگر اس کے خلاف بات ہو گی تو محبت دشمنی میں بدل کر علیحدگی ہو جائے گی۔

دوستی و دشمنی کا اظہار تعلقات و جذبات سے ہوتا ہے۔ جیسے دوستی و محبت ہو گی تو اس شخص کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ملنا جلنا ہو گا اور ناراضگی و دشمنی ہے تو بغض و عداوت اور مخالفت کے افعال ظاہر ہوں گے۔ وہ افعال یا تو باتوں سے معلوم ہوں گے کہ اس کی مخالفت میں بات ہو گی یا اس کی مخالفت میں دوسروں کی تائید و حمایت ہو گی یا پھر دشمنی کا اظہار اس سے بات چیت نہ ہونے سے ہو گا یا تلخ کلامی سے ہو گا۔ اسی طرح اگر وہ خود کوئی بری بات یا گناہ کا کام کر رہا ہو تو اس سے اس کو منع نہ کرنا بھی اس سے دشمنی کا اظہار ہو گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ :

"نہ اٹھو بیٹھو مگر مومن کے ساتھ اور نہ کھائے تمہارا کھانا مگر پرہیزگار۔"

جس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے مومن کو ایسے شخص کے پاس اٹھنے بیٹھنے اور اس سے ملنے جلنے سے منع فرمایا ہے جو نیک و پرہیزگار نہ ہو کیونکہ صحبت اور میل جول سے دل میں محبت و الفت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان دوسرے کا لحاظ کرتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ :

"آدمی کا حشر اپنے دوست کے دین پر ہو گا۔"

کیونکہ ہر شخص اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے کسی کی اچھائی یا برائی معلوم کرنی ہو تو اس کے دوستوں کو دیکھ لو اگر اس کا دوست اچھا اور نیک ہے تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر اس کا دوست برا ہے تو وہ بھی برا ہے۔ اس کو شیخ سعدیؒ نے اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمایا کہ :

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

یعنی نیک کی صحبت تجھے نیک بنائے گی اور برے کی صحبت تجھے برا بنا دے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک آدمی بعض نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے مگر اس کے عمل ان جیسے نہیں ہیں (تو قیامت میں اس کا کیا مقام ہو گا) آپ نے فرمایا کہ یہ آدمی قیامت میں انہیں کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہے۔

نیک مجلس کی اہمیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ :

"نیک دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مشک فروخت کرنے والے کی دوکان' اور کوئی فائدہ ہو نہ ہو (جتنی دیر وہاں کوئی رہے گا) خوشبو تو پہنچ جائے گی' اور برے دوست کی مثال لوہار کی بھٹی کی طرح ہے کہ اور کوئی نقصان ہو نہ ہو (اس کے پاس بیٹھنے سے) دھواں تو ضرور پہنچے گا۔ (یعنی نیک اور اچھے دوست سے ہمیشہ آرام اور فائدہ ہی پہنچتا ہے اور برے دوست سے ہمیشہ نقصان اور تکلیف پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے)۔

برے دوست سے بچنے کی قرآنی تعلیم

قرآن کریم میں برے شخص سے ترک تعلقات کی تعلیم ہمیں اس طرح دی گئی ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ترجمہ۔ "(اے نبی) تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور پچھلے (یعنی قیامت کے) دن پر کہ دوستی کریں ایسے لوگوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے خواہ وہ اپنے (ماں) باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے (ہوں)۔" (سورۃ مجادلہ :)

اس طرح ہر نمازی نماز عشاء میں دعاء قنوت پڑھتے ہوئے اقرار کرتا ہے کہ و نشکرک ولا نکفرک و نخلع و نترک من یفجرک کہ اے اللہ ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور ہم علیحدہ ہوتے اور چھوڑتے ہیں۔ ہر اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرتا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ دوستی و دشمنی کا معیار صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ہونا چاہئے۔

اللہ کے لئے دوستی اور دشمنی رکھنے والوں کا اجر

حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو نہ تو پیغمبر ہیں اور نہ شہید لیکن پھر بھی لوگ ان کے اعلیٰ مرتبے کو دیکھ کر رشک کریں گے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم کو بتائیے یہ کون لوگ ہیں۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھتے ہیں ان کی محبت نہ تو رشتہ داری پر مبنی ہے اور نہ مال پر۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ان کے منہ پر نور چمکتا ہو گا جس دن لوگ خوف و ہراس سے پریشان ہوں گے تو ان کو کسی قسم کا خوف و غم نہ ہو گا۔

حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ایک شخص کسی نیک آدمی سے اس کے نیک اعمال کی وجہ سے محبت رکھتا ہے مگر خود نیک اعمال اس جیسے نہیں کرتا جیسے اس نیک آدمی کے اعمال ہیں فرمایا کچھ مضائقہ نہیں آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی کو کچھ دیا محض اللہ کے لئے دیا اور جس کو کسی چیز سے روکا تو محض اللہ کے لئے روکا۔ اسی طرح اگر نکاح کیا تو محض اللہ کے لئے تو ایسے شخص کا ایمان کامل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب خاتم النبیین رحمت للعالمین ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے وہ لوگ کہاں ہیں جو صرف میرے لئے لوگوں سے محبت رکھتے تھے آج میں ان کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی کو دوست رکھا تو اللہ تعالیٰ کے لئے۔ دشمن رکھا تو اللہ تعالیٰ کے لئے۔ کسی کو دیا تو اللہ تعالیٰ کے لئے' نہ دیا تو اللہ تعالیٰ کے لئے' اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کا ارشاد ہے کہ میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہے جو لوگ میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں اور میرا ذکر کرنے کے لئے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں اور میری رضا و خوشنودی کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔

ان تمام احادیث و اقوال میں ہمارے لئے یہی تعلیم ہے کہ ہماری محبت و دشمنی ہمارے تعلقات و معاملات کا محور و مرکز اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا حصول ہونا چاہئے نہ کہ ذاتی اغراض و مقاصد' مفادات اور رشتہ داریاں۔ بلکہ منکرات و معاصی کے معاملات میں اگر رشتہ داری و تعلقات کو بھی چھوڑنا پڑے تو اس میں انکار و ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت نصیب فرمائے اور اس پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

کراچی

انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۳۱ ● بتاریخ ۲۸ رجب المرجب تا ۴ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۹۴ء تا ۶ جنوری ۱۹۹۵ء

اس شمارے میں

۱۔ دوستی اور دشمنی کا معیار ۲
۲۔ اداریہ ۳
۳۔ سن عیسوی کا آغاز اور مسلمانوں کا طرز عمل ۷
۴۔ مسلمانوں کے ایک دوسرے پر حقوق ۹
۵۔ غیر اسلامی ماحول میں اسلامی تشخص ۱۲
۶۔ ختم نبوت کا ثبوت قرآن و حدیث سے ۱۳
۷۔ اسلام میں نماز اور انفاق کی اہمیت ۱۴
۸۔ قادیانی : زوال پاکستان کے ذمہ دار ۱۵
۹۔ زیورخ میں قادیانی کو ٹریڈ سینٹر کا انچارج مقرر کر دیا گیا ۱۶
۱۰۔ پاکستان میں قادیانیت کے پنپنے کا کوئی امکان نہیں ۱۷
۱۱۔ مرزا قادیانی کے ژولیدہ دلائل ۲۰
۱۲۔ عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیت ۲۲
۱۳۔ اخبار ختم نبوت ۲۳
۱۴۔ جھوٹے نبی (مرزا قادیانی) کی بڑی بیماریاں (قسط نمبر ۲) ۲۵

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

[illegible]
خوشی محمد انصاری

[illegible]
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۲۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۱۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

ناشر : عبدالرحمن باوا ○ طابع : سید شاہد حسن ○ مطبع : القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت : ۲۳۳ [illegible] کراچی

پاکستان میں قانون کی حکمرانی کا حسین خواب!........

انگریزی مقولہ ہے کہ "قانون بے وقوفوں کے لئے ہوتا ہے۔" یعنی قانون کی پابندی صرف بے وقوفوں کا ہی کام ہے عقل مند لوگ قانون کی پابندی سے مستثنیٰ سمجھے جاتے ہیں۔ انگریز برصغیر کے باشندوں کو اسی نگاہ سے دیکھتا تھا چنانچہ اس نے یہاں ایسا عدالتی اور انتظامی نظام قائم کیا کہ غریب رعایا کے لئے انصاف کا حصول جوئے شیر لانے کا ہم معنی ہو کر رہ گیا۔ جبکہ حکمران طبقہ کے ہر فرد کی زبان و قلم سے نکلنے والا ہر حکم قانون کا درجہ رکھتا تھا۔ اور وہ اپنے ہی بنائے ہوئے سابقہ قانون کو معطل کر کے رکھ دیتا۔ وہی قانون ہمیں ورثے میں ملا۔ فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے پنجاب حکومت کے ارباب اختیار کی کانفرنس کی مفصل اخباری رپورٹ (روزنامہ پاکستان ۱۴؍ دسمبر سنہ ۱۹۹۴ء) ملاحظہ فرمائیں۔

" پنجاب بھر کے کمشنروں' ڈپٹی کمشنروں' ڈی آئی جی صاحبان اور ایس ایس پی حضرات نے فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے پنجاب حکومت سے فوری اقدامات اٹھانے کے لئے کہا ہے۔ ان افسران نے اپنے خیالات کا اظہار امن و امان پر وزیر اعلیٰ پنجاب کی صدارت میں ہونے والی ایک کانفرنس میں کیا۔ جس میں صوبے کی تمام انتظامی مشینری شریک ہوئی۔ کانفرنس میں افسران نے کھل کر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ انہوں نے اگرچہ امن و امان کے لئے وزیر اعلیٰ وٹو کے اقدامات کی حمایت کی تاہم یہ بھی کہا کہ ان اقدامات کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ کمشنر لاہور خالد سعید نے کہا آرمز آرڈیننس پر اتنے بھرپور طریقے سے عمل در آمد کروایا جائے کہ یہ فرقہ وارانہ جماعتوں کے لئے وارننگ بن جائے۔ انہوں نے مزید تجویز کیا کہ دونوں طرف کے لیڈروں کو بلایا جائے اور انہیں ممکنہ نتائج کے حوالے سے وارننگ دی جائے تاکہ وہ قانون کی خلاف ورزی نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس مسئلے کے حل کے لئے فیلڈ ایڈمنسٹریشن کو فری ہینڈ دیا جائے لیکن فیلڈ آفیسر صورت حال کو اس طرح کنٹرول نہ کریں کہ یہ حکومت کے لئے پریشانی کا باعث بن جائے۔ انہوں نے کہا کہ قانون پر عملدر آمد کے دوران کوئی بھی بڑا واقعہ رونما ہو سکتا ہے' تصادم بھی ہو سکتا ہے۔ ہمیں اس طرح کی صورت حال کے لئے ذہنی طور پر تیار رہنا چاہئے۔ ایس ایس پی لاہور حاجی حبیب الرحمان نے کہا کہ دونوں اطراف کے جن ارکان کے خلاف مقدمات درج ہیں انہیں فوری گرفتار کر لیا جائے۔

ڈپٹی کمشنر لاہور کامران لاشاری نے کہا کہ اس صورت حال کو کنٹرول کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ لاؤڈ سپیکروں کے غلط استعمال کو روکا جائے۔ ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ فقیر سعید انوار دین نے کہا کہ فرقہ وارانہ تنظیموں کی سرگرمیوں کے خاتمے کے لئے قانون بنایا جائے۔ ایس پی قصور خدا بخش اعوان نے کہا کہ لاؤڈ سپیکر آرڈیننس کی خلاف ورزی کا سخت نوٹس لیا جائے اور خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزائیں دی جائیں۔ کمشنر راولپنڈی جاوید صدیق ملک نے کہا کہ فرقہ وارانہ تنظیموں پر پابندی سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ مسئلہ کے حل کے لئے دوسرے اقدامات کئے جائیں۔ صورت حال کو کنٹرول کرنے کے لئے اسلامی اور مذہبی تنظیموں کی کانفرنس بلائی جائے۔ انہوں نے بتایا کہ بہت سی ایسی انتظامی اور دفتری رکاوٹیں موجود ہیں جن کی وجہ سے۔ فرقہ وارانہ تنظیموں کے خلاف مقدمات کے اندراج میں رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ لاؤڈ سپیکر پر کنٹرول اور ا۔میلی فائر آرڈیننس ۱۹۶۵ء میں تبدیلیاں لائی جائیں تاکہ صرف وہی لوگ لاؤڈ سپیکر استعمال کر سکیں جن کے پاس لائسنس ہوں۔ ڈی آئی جی راولپنڈی محمد شعیب نے کہا کہ پی پی سی ۱۵۳ اے' ۱۵۳ بی' ۵۷' ۲۹۵ اے سی' ۲۹۶' ۲۹۸ اور ۱۱ پی آرمز آرڈیننس کے تحت درج مقدمات کی سماعت انسداد دہشت گردی کی عدالتوں میں کی جائے۔ کمشنر بہاولپور طارق محمود نے کہا کہ انہوں نے بہاولپور ڈویژن میں سٹڈی کروائی ہے جس کے نتائج سے انکشاف ہوا ہے کہ نوجوان بچوں کو دینی مدرسوں میں ایسی تعلیم دی جا رہی ہے جس سے مذہبی فسطائیت پیدا ہو رہی ہے ان مدرسوں سے فارغ التحصیل طلبہ دہشت گردی کی سرگرمیوں میں ملوث ہیں جبکہ حکومت کے بعض ملازمین بھی فرقہ وارانہ تشدد کی سرگرمیوں کی سرپرستی کر رہے

ہیں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ درس نظامی کے سرٹیفکیٹوں کو دوسری ریگولر تعلیم کے مساوی جو درجہ حاصل ہے اسے ختم کیا جائے کیونکہ بہت سے استاد اپنے متعلقہ اداروں اور علاقوں میں فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مساجد پر قبضے کے واقعات بڑھ رہے ہیں جن کو روکنے کی فوری ضرورت ہے۔ ڈی آئی جی بہاولپور احمد نسیم نے کہا کہ صوبے میں فرقہ پرست افراد کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لئے خفیہ طور پر اعداد و شمار اکٹھے کئے جائیں۔ کمشنر ملتان فیصل تحسین نے کہا کہ دفعہ ۱۴۴ پر سختی سے عملدر آمد کروانے کی ضرورت ہے۔ دینی مدرسے مذہبی تنظیموں کے بنیادی ہیڈ کوارٹر بن گئے ہیں جہاں نوجوانوں کی نفسیاتی اور جسمانی تربیت کی جاتی ہے۔ فیلڈ آفیسرز فرقہ وارانہ فسادات میں ملوث افراد کی گرفتاری میں ہمیشہ حیل و حجت سے کام لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مقدمات درج کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔ حکومت حالات کو مکمل طور پر سامنے رکھ کر اس سلسلے میں پالیسی ترتیب دے تاکہ مطلوبہ نتائج حاصل ہو سکیں۔ ڈی سی ساہیوال مسعود احمد شاہ نے کہا کہ اس مسئلہ کو قانونی انتظامی اور سیاسی بنیادوں پر حل کرنے کی ضرورت ہے۔ دفعہ ۱۴۴ اسلحہ آرڈیننس کی خلاف ورزی کے لئے انتظامی مدد فراہم کرے گی جبکہ حکومت کو سیاسی طور پر اس نئی پالیسی کے لئے اتفاق رائے پیدا کرنا چاہئے۔

ایس ایس پی ملتان عرفان محمود خان نے کہا کہ دونوں طرف کے سرگرم افراد کو گرفتار کیا جائے اور ان سے غیر قانونی اسلحہ بر آمد کیا جائے تاکہ مذہبی تنظیموں کا رجحان کم ہو سکے۔

ڈی سی ملتان خالد سلطان نے کہا کہ فرقہ پرستی کے بڑھنے میں لاؤڈ سپیکر نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے تجویز دی کہ مسجدوں میں اذان اور جمعہ کے عربی خطبہ کے لئے صرف لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی اجازت ہونی چاہئے۔ ایس پی خانیوال رانا محمد نواز کی تجویز تھی کہ مذہبی تنظیموں کو بیرونی ممالک سے ملنے والی امداد کا پتہ چلایا جائے اور اسے بند کروایا جائے۔ ایس پی لودھراں احسان غنی نے تجویز دی کہ تمام فرقہ وارانہ تنظیموں سے کسی امتیاز کے بغیر قانون پر عمل در آمد کروایا جائے۔ کمشنر فیصل آباد نے سوشل اور سماجی تقاریب میں آرمز آرڈیننس کی خلاف ورزی کی طرف توجہ دلائی۔ انہوں نے لوگوں کے اسلحہ کے استعمال کے بارے میں رجحانات میں کمی کرنے کی کوششوں پر زور دیا۔ ڈی آئی جی فیصل آباد محمد اکرم نے وزیر اعلیٰ سے درخواست کی کہ پولیس کو امن و امان قائم کرنے کے لئے جدید آلات فراہم کئے جائیں۔ کمشنر گوجرانوالہ سعید جلیل عباس نے تجویز دی کہ حکومت ۱۴۴ کو زیادہ سے زیادہ مشتہر کرے تاکہ عوام' اس کے اطلاق کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جان سکیں۔ ایس پی نارووال خادم حسین بھٹی نے کہا کہ لوگوں کو اسلحہ رکھنے کے بارے میں بھارتی پنجاب پولیس کی طرز پر قانون سازی کی جائے۔ کمشنر سرگودھا ڈویژن نے تجویز دی کہ ایف آئی آر میں نامزد افراد کو پکڑ کر ان کے خلاف درج کیسوں کی تفصیلی تفتیش کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس میں مثبت کردار کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ قابل اعتراض نعروں اور دیواروں پر اشتہار بازی کو بھی ختم کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو نے کانفرنس میں اپنے خطاب میں کہا کہ گزشتہ دو ماہ میں صوبہ میں امن و امان کی صورت حال خاصی دھماکہ خیز ہو گئی تھی کیونکہ بعض عناصر یہاں مشکلات پیدا کرنا چاہتے تھے تاہم ضلعی اور ڈویژنل انتظامیہ نے اس موقع سے سیاسی مفادات حاصل کرنے کے خواہشمند عناصر کے ناپاک عزائم ناکام بنا دیئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ان کی حکومت صوبے میں انتظامی مشینری کو سیاست سے پاک رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ان کی حکومت اعلیٰ سرکاری ملازموں میں اپنی وفادار فوج بنانے کی بجائے عوام میں ان کی عزت بحال کرنے کو زیادہ پسند کرتی ہے۔ اسی طرح اعلیٰ سرکاری ملازمین کو بھی اپنے مزاج اور لوگوں کے ساتھ اپنے رویے میں تبدیلی کرنا چاہئے۔ ان کی حکومت ملازمتوں میں توسیع اور آوٹ آف ٹرن ترقیاں نہیں کرے گی۔ حکومت انتظامی ڈھانچہ کو صاف اور چاق و چوبند بنائے گی اور ہر قسم کے سیاسی دباؤ کے مقابلہ میں سول سرونٹس کا اعتماد بحال کیا جائے گا۔ اگرچہ صوبہ میں گزشتہ سال کی نسبت امن و امان کی صورت حال میں بہتری آئی ہے۔ تاہم ابھی مزید بہتری کی ضرورت ہے۔ فرقہ پرست عناصر امن و امان بحال کرنے والی ایجنسیوں کی کوششوں میں رکاوٹ ہیں۔ فرقہ وارانہ تنظیموں کی سرگرمیوں کے باعث معاشرے کی بنیادیں ہل گئی ہیں اور معصوم لوگوں کا قتل ہو رہا ہے' لیکن حکومت ناپسندیدہ عناصر کی کوششوں کو ناکام بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھے گی کیونکہ یہ عناصر پاکستان کی سلامتی کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کو ایک ایسی سازش کا انکشاف ہوا ہے جس کے مطابق فیصل آباد کو ہدف بنایا گیا تھا اور یہ طے کیا گیا تھا کہ یہاں مالاکنڈ سے بھی کہیں بڑے پیمانے پر دہشت گردی اور سبوتاژ کی کاروائیاں کی جانی تھیں حکومت نے سازش کو بروقت ناکام بنا دیا ہے۔ انہوں نے امن کمیٹی کے سلسلے میں صوبائی وزیر رانا اکرام ربانی کی کوششوں کی تعریف کی انہوں نے کہا کہ فرقہ پرستی کا عنصر معاشرہ سے ایک دن میں ختم کرنا ممکن نہیں تاہم مستقل پالیسیوں کی ذریعے رفتہ رفتہ اسے مکمل طور پر ختم کر دیا جائے گا۔ انہوں نے فیلڈ افسران کو ہدایت کی کہ وہ عوام میں یہ شعور بیدار کریں کہ وہ فرقہ بازی میں نہ پڑیں اور لوگوں کو فرقہ پرستی کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے اور جو لوگ مسلح فرقہ پرست سرگرمیوں کے خلاف ہیں انہیں امن کے لئے کی جانے والی کوششوں میں اہمیت دی جائے۔ وزیر اعلیٰ نے اجلاس میں کہا فرقہ پرستی کے خاتمہ اور غیر قانونی اسلحہ کے خلاف پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں تشہیری مہم چلائی جائے گی۔ صرف ان لوگوں کو سیکورٹی گارڈز رکھنے کی اجازت ہو گی جن کے نام مخالفین کی ہٹ لسٹ پر ہوں گے۔ وہ لوگ جو فرقہ وارانہ مقدمات میں مطلوب ہیں انہیں بغیر کسی تفریق کے گرفتار کر لیا جائے گا اس سلسلے میں فیلڈ افسران ایسے طریقے اختیار کریں جن میں کسی کے بچ نکلنے کے مواقع نہ ہوں۔ فرقہ پرستی پھیلانے والے دینی مدارس میں ہونے والی کاروائیوں کو سختی سے روکا جائے گا۔ مساجد میں لاؤڈ سپیکر کے اذان اور خطبہ کے علاوہ ہونے والی خلاف ورزیوں کو قانون کے مطابق بند کرایا جائے گا ضلعی انتظامیہ؟ اوقاف کے تحت کام کرنے والی مساجد کے معاملات کی دیکھ بھال کرے گی پولیس کے پاس موجودہ آلات اور گاڑیاں ان کی ضرورت کے مطابق کافی ہیں تاہم ان میں وقت کے ساتھ ساتھ بہتری لائی جائے گی۔"

اس رپورٹ میں پیش کئے گئے اظہاریئے کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ ہمارے حکمران قانون کی حکمرانی قائم کرنے کے لئے صدق دل سے سرگرم عمل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں اسی ضمن میں چند گذارشات اور اندیشے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

۱۔ آئین پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے جن کا مسلمانوں کے ساتھ کسی بھی قسم کا مذہبی رشتہ و تعلق نہیں ہے۔ مگر قادیانی خود کو مسلمان کہلوانے پر بضد ہیں۔ اور تمام قانونی دستاویزات خود کو مسلمان ظاہر کرکے تمام اسلامی شعائر کا برملا استعمال کرتے ہیں۔ اس کے سدباب کے لئے امتناع قادیانیت کا قانون بنایا گیا۔ حکومت پنجاب کی حدود میں جس طرح آئین پاکستان اور قانون پاکستان کی دھجیاں بکھیری جارہی ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں منظور وٹو کے والد بزرگوار قانون کو پامال کرتے ہوئے قادیانیت کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ راجہ منور قادیانی عبادت گاہ کا مسجد کے عنوان سے افتتاح کرتا ہے۔ فیصل آباد' دیپالپور' رینالہ خورد سمیت اوکاڑہ کے پورے علاقہ کو قادیانی اسٹیٹ میں تبدیلی کرنے کی کوششیں ہورہی ہیں۔ فیصل آباد سے قادیانیوں کی چیرہ دستیوں کی اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔ یہ سب اس طرح علی الاعلان ہو رہا ہے کہ پورے صوبے میں نہ آئین پاکستان کا وجود ہے اور نہ کسی قانون کی حکمرانی کا تصور پایا جاتا ہے۔

۲۔ حدود آرڈیننس اور امتناع شراب کا قانون پاکستان میں نافذ العمل ہے مگر وزیراعلیٰ پنجاب اور ان کی انتظامیہ کے زیر سایہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی ایک جھلک روزنامہ پاکستان ۳ اردسمبر ۱۹۹۴ء کی اس رپورٹ میں ملاحظہ فرمائیں۔

> "پنجاب اسمبلی کے نیو ہوسٹل میں ہونے والی خرافات کی خود نیو ہوسٹل میں رہنے والے اراکین اسمبلی نے تصدیق کی ہے اور کہا ہے کہ ایک عرصہ سے یہاں نہ صرف طوائفیں لائی جاتی ہیں بلکہ شراب نوشی تو اراکین اسمبلی کا روزمرہ کا معمول ہے اور ان کے کمروں میں رہائش پذیر ان کے عزیز و اقارب بھی یہی کام کرتے ہیں۔ روزنامہ پاکستان کی سروے ٹیم نے گزشتہ روز نیو ہوسٹل کا دورہ کیا تو اراکین اسمبلی نے بتایا کہ روزانہ ہر فلور پر خالی شراب کی بوتلوں سے ان کا واسطہ پڑتا ہے سب جانتے ہیں کہ یہ کام کون کرتا ہے انہیں شراب کہاں سے مہیا کی جاتی ہے اور لڑکیوں کی فراہمی کن کے ذمہ ہے نیو ہوسٹل میں رہائش پذیر جے یو پی کے قائم مقام صدر اور رکن اسمبلی صاحبزادہ فضل کریم نے کہا حافظ اقبال خاکوانی نے یہ مسئلہ ایوان میں اٹھا کر جرائت مندانہ اقدام کیا ہے دراصل یہ کام تو عرصہ دراز سے جاری تھا لیکن اراکین اسمبلی اپنی عزت کی وجہ سے خاموش رہے یہ سب کچھ اس ملک میں ہو رہا ہے جو اسلام کے نام پر بنا ہے انہوں نے کہا یہاں ہونے والی ان حرکات اور سرگرمیوں کو سپیکر حنیف رامے کے نوٹس میں لایا گیا تھا لیکن انہوں نے کاروائی سے اس لئے احتراز کیا کہ ان ارکان کا تعلق حکمران جماعت سے ہے ایڈ منسٹریٹر ہوسٹل میاں نعیم نے ان سرگرمیوں کی تصدیق کرتے ہوئے کہا یہ کام اس وقت سے شروع ہے جب سے ہوسٹل بنا ہے ہمارے پاس کیا اختیارات ہیں کہ ہم یہاں کسی کو طوائفیں لانے اور شراب نوشی سے منع کریں میرا عملہ تو صرف یہ شراب کی بوتلیں اکٹھی کرکے ضائع کرتا ہے علاوہ ازیں خود ایڈ منسٹریٹر ہوسٹل کے میز اور کمرے میں بھی خالی شراب کی بوتلیں موجود تھیں اور ان سے جب اس بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ میں نے سپیکر اور سیکرٹری اسمبلی کو دکھانے کے لئے رکھی ہیں تاکہ انہیں پتہ چلے کہ یہاں کیا کیا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں پتہ چلا ہے کہ سپیکر محمد حنیف رامے نے چند روز قبل ہی بعض حکام کی توجہ اس جانب مبذول کراتے ہوئے کہا تھا کہ کیا میں اب یہاں چھاپہ مرواؤں انہیں خود ہی اپنی عزت کا پاس نہیں تو پھر ان کا علاج ضروری ہے۔ پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن کے ترجمان تابش الوری سے اس بارے استفسار کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو ان پر اسرار سرگرمیوں کے بعد یہ ہوسٹل بھی چھوڑ دیا ہے اور پرائیویٹ رہائش گاہ میں شفٹ ہو گیا ہوں انہوں نے کہا ایسے اراکین کا تعلق حکومتی پارٹی سے ہو یا اپوزیشن سے ان کے خلاف کاروائی ہونی چاہئے یہ اسمبلی کے منہ پر طمانچہ ہیں۔"

۳۔ تحفظ ناموس رسالت کا قانون نافذ العمل ہے مگر اس پر عملدرآمد کا جو حشر خاص طور پر صوبہ پنجاب میں ہو رہا ہے وہ اب کوئی راز کی بات نہیں رہی۔ وزیراعلیٰ پنجاب صدر پاکستان کی معیت میں اسی قانون کے عملی نفاذ پر معافی نامہ لیکر امریکہ یاترا کرنے پر مجبور ہو گئے۔

بطور مثال ہم نے صرف تین قوانین کا ذکر کیا ہے اگر تمام قوانین کا مختصر تذکرہ بھی جمع کیا جائے تو غالباً" ایک ضخیم کتاب "پاکستان میں حکمران طبقے کے ہاتھوں قانون کا حشر" کے عنوان سے ترتیب دی جاسکتی ہے۔

وزیراعلیٰ پنجاب کی زیر صدارت اجلاس میں انتظامیہ کے سرکردہ ذمہ داروں کے اور جنگ فورم لاہور میں پنجاب کے ہوم سیکرٹری حفیظ اختر' صوبائی وزیر رانا اکرم ربانی' سیکرٹری اطلاعات بدر اسلام' ایس پی صدر ملک' احمد رضا کے اظہار خیال میں پیش کئے گئے لب و لہجہ پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ حکمرانوں کو نہ امن و امان کی صورت حال نے بے چین کیا ہے اور نہ ہی قانون کی حکمرانی سے انہیں کوئی دلچسپی ہے۔ حکومت کا اصل ٹارگیٹ دینی مدارس اور دینی راہنما بنیں گے۔ "نیو ورلڈ آرڈر" کے تخلیق کاروں نے اپنا سب سے بڑا دشمن انہی کو قرار دیا ہے' اور ان کے خاتمہ کے بغیر نیو ورلڈ آرڈر کے مقاصد کماحقہ حاصل ہونا مشکل نظر آرہا ہے۔ جس کا برملا اعتراف مغرب و امریکہ میں منعقدہ سیمناروں اور پرنٹ میڈیا میں تجزیہ نگاروں کے ذریعہ کیا جارہا ہے۔ اور پاکستان کے وفاقی وزیر اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ "مولوی قومی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں" اس مقصد کے لئے ملک عزیز خصوصاً" پنجاب میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں بہت بڑھ گئی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت پنجاب کی مکمل سرپرستی ان کو حاصل ہے۔ حکمرانوں کے ظاہری طرز عمل کے پیچھے پوشیدہ عزائم کھل کر سامنے آرہے ہیں اور وزیراعلیٰ پنجاب کے گروہی و خاندانی تناظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کی کامیابی کا انتقام لینے کے لئے سنہ ۱۹۵۳ء جیسے حالات پیدا کئے جارہے ہیں۔ کچھ عرصے سے دینی مدارس کے خلاف آپریشن کلین اپ کی خبریں اخباروں کی زینت بن رہی ہیں اور تازہ اطلاع کے مطابق "وٹو نے صدر سے ملاقات میں اہم مذہبی رہنماؤں کو گرفتار کرنے کی اجازت مانگ لی۔"

سن عیسوی کا آغاز اور مسلمانوں کا طرزِ عمل

محمد جمیل خان

اسلام دین فطرت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فطرت انسانی کے پیش نظر اس کی تمام تعلیمات انسانیت کی ہدایت کے لئے وضع فرمائی ہیں۔ کوئی گوشہ ایسا نہیں رکھا جس میں اس نے اپنا تشخص اور امتیازی شان نہ رکھی ہو کیونکہ فطرت انسانی یہ تقاضا کرتی ہے کہ شخصیت اور مذہب کے لحاظ سے وہ دوسروں سے ممتاز اور الگ نظر آئے۔ اس کی ایک حیثیت ہو' اس کی ایک شناخت اور پہچان ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ امت محمدیہ ﷺ کو یہ ہدایت فرمائی کہ تم یہود اور نصاریٰ کی اتباع نہ کرو بلکہ دین اسلام پر مضبوطی اور سختی کے ساتھ ڈٹے رہو کیونکہ یہود و نصاریٰ تمہاری فراخ دلی اور مروت کی بناء پر تم سے متاثر نہیں ہوں گے اور نہ وہ تمہارے دین کو قبول کریں گے بلکہ ان کا تو ایک ہی مقصد ہے کہ کسی طرح تمہارے دین اور تمہارے مذہب کو ختم کر دیں۔ ان کی خوشی اور رضامندی کی تو ایک ہی صورت ہے کہ تم ان کے دین اور ان کی ملت میں داخل ہو جاؤ۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ تو آپس میں (تمہارے خلاف) ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی زندگی کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کا طرز عمل مسلمانوں کو یہ ہدایت دیتا نظر آتا ہے کہ غیر مذہب قوموں خصوصاً یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید اور ان کی وضع قطع اختیار کرنے سے آپؐ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ میرے محبوب ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ جو کوئی کسی قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں شمار ہوگا۔ ایک ارشاد میں آپ ﷺ فرماتے ہیں جو کسی قوم کی کثرت کو بڑھائے اور ان میں شامل ہو جائے تو ہم میں سے نہیں۔

محبوب رب العالمین ﷺ کے دربار عالیہ میں ایک مرتبہ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر فاروق ؓ تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے پاس تورات (یہودیوں کی مذہبی کتاب) کا ایک نسخہ تھا۔ جس کا آپ مطالعہ کر رہے تھے۔ نبی آخر الزمان ﷺ نے جب دیکھا کہ حضرت عمر فاروق ؓ تورات (قرآن مجید کے بجائے) مطالعہ کر رہے ہیں تو آپ کا چہرہ انور غصہ سے سرخ ہو گیا۔ حضرت صدیق اکبر ؓ نے حضرت عمر فاروق ؓ کو متوجہ کیا۔ اے عمر تیری ماں تجھے روئے۔ تو نہیں دیکھ رہا کہ محبوب ﷺ کیسے ناراض ہیں۔ حضرت عمر فاروق ؓ گھبرا گئے اور بے ساختہ آپ کی زبان سے نکلا۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول ﷺ کے غضب اور غصہ سے پناہ چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی حیات ہوتے تو ان کے لئے میری اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی وضع قطع پارسیوں کی طرح بنائی ہوئی ہے تو آپ ﷺ نے بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

محرم الحرام کے موقع پر مدینہ منورہ کے انصاری صحابی رضوان اللہ علیہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں تشریف لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی دعوت قبول کرنے سے پہلے ہم یہودیوں کے ساتھ میل جول اور تعلقات کی بناء پر دس محرم الحرام کا روزہ رکھتے تھے۔ یہ نیک اور اچھا عمل ہے۔ کیا اب آپ پر ایمان لانے کے بعد بھی اس نیک عمل (دس محرم الحرام کے روزے) کو جاری رکھیں۔ نبی آخر الزمان ﷺ نے پوچھا۔ یہودی یہ روزہ کیوں رکھتے تھے۔ صحابہؓ نے جواب دیا۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ چونکہ دس محرم الحرام کو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے لشکر سے نجات عطا فرمائی تھی اس کے شکرانہ کے طور پر یہودی یہ روزہ رکھتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہم یہودیوں کے مقابلہ کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زیادہ حق ہے اس لئے ہم یہ روزہ ضرور رکھیں گے لیکن صرف دس محرم الحرام کا نہیں بلکہ ۹۔۱۰ یا ۱۰۔۱۱ محرم کا روزہ رکھیں گے تاکہ یہودیوں سے مشابہت بھی نہ ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حق بھی ادا ہو جائے۔

جب مسلمانوں پر نماز فرض ہوئی اور جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وقت پر خود پہنچ جایا کرتے تھے لیکن اس میں بہت زیادہ دقتیں پیش آرہی تھیں۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کہ جماعت کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو جمع کرنے کی کیا صورت ہو۔ مختلف تجاویز پیش ہوئیں لیکن نبی اکرم ﷺ نے وہ سب تجاویز اس لئے مسترد کر دیں کہ ان میں کسی نہ کسی دوسرے مذہب والوں سے مشابہت ہو رہی تھی۔ آخر کار خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق ؓ اور ایک مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذان کا طریقہ سکھایا گیا اور اس طرح اذان کا الگ اور ممتاز طریقہ مقرر ہوا جو آج پوری دنیا میں مسلمانوں کی نشانی اور شعائر اللہ میں سے ہے۔ نبی اکرم ﷺ جب کسی لشکر کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو حکم دیتے کہ تم اس علاقے کے باہر انتظار کرنا۔ اذان کا وقت ہو جائے اور کسی جگہ سے اذان کی آواز آ جائے تو سمجھ لینا کہ یہاں مسلمان بستے ہیں اس پر حملہ نہ کرنا۔

غرض اسلامی تعلیمات کسی بھی عمل میں مسلمانوں سے اس بات کی توقع نہیں کرتی کہ وہ اسلام کا تشخص چھوڑ دیں اور کسی قوم کا شعار یا تشخص اختیار کریں۔ اس قوم کی تقلید میں اپنے مذہبی تقاضوں کو بالائے طاق رکھ دیں۔ تاریخ کا ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جس قوم نے اپنا تشخص چھوڑا' اپنی روایات سے انحراف کیا' اپنی شناخت کو پس پشت ڈال کر کسی قوم کی تقلید اختیار کی وہ قوم صفحہ ہستی سے مٹ گئی اور اس کا نام و نشان بھی مٹ گیا۔ خود اسلامی تاریخ اس کی گواہ ہے کہ جن علاقوں میں مسلمانوں نے اپنا تشخص قائم رکھا اور وہ دوسری قوم کی تقلید سے گریز کرتے رہے حکومت اور قیادت نہ ہونے کے باوجود ان کے وجود کو ختم نہ کیا جا سکا اور وہ اپنے مذہب پر قائم رہے لیکن جس ملک یا علاقے میں مسلمانوں نے اپنا تشخص کھو دیا رفتہ رفتہ ان کی اولادیں مذہب چھوڑ بیٹھیں اور آج یورپ اور افریقہ کے بعض علاقوں میں آبائی طور پر مسلمانوں کی موجودہ نسلیں اسلام کے نام تک سے واقف نہیں لیکن جن جن علاقوں میں علماء کرام نے جدوجہد کر کے ظلم و ستم کے باوجود مسلمانوں کو اپنی روایات پر چاہے خفیہ طور پر ہی قائم رکھا وہاں اسلام دلوں میں محفوظ رہا اور جیسے ہی اجازت ملی سب نے اس کا اظہار کر دیا۔ برصغیر میں ہندوستان و پاکستان اور وسطی ایشیاء کی ریاستوں میں ازبکستان' قازقستان' ترکمانستان' ترکستان' تاجکستان اور دیگر ریاستیں اور یورپ میں بوسنیا اور فرانس میں الجزائر اس کی تازہ مثالیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کرام ہمیشہ اس بات پر زور دیتے رہے ہیں کہ اسلام کا تشخص اور اس کی شناخت کو ہر حال میں باقی رکھا جائے جس کو آج کی زبان میں بنیاد پرستی یا قدامت پرستی سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور اس کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ بتایا جا رہا ہے۔ امریکہ بہادر اس سے خائف ہے کیونکہ اس کے دانشوروں نے بتا دیا کہ جب تک مسلمان اپنا تشخص قائم

رکھیں گے ان کا وجود ختم نہیں کیا جاسکتا۔

بہرحال بات ہو رہی تھی اسلامی تشخص کی۔ دیگر شعبوں کی طرح سال نو بھی ایک شعبہ ہے۔ اس کے لئے بھی اسلامی تعلیمات میں مسلمانوں کو واضح ہدایات دی گئیں اور مسلمانوں کا ایک نظام ہے جو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ سے چلا آرہا ہے۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب اسلامی حکومت کی حدود بہت پھیل گئیں اور احکامات کے سلسلہ میں تاریخ کی پریشانی لاحق ہونے لگی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ کیا بالآخر ہجرت النبی ﷺ کے مبارک اور انقلابی واقعہ کو اسلامی تقویم کے لئے آغاز مقرر کیا گیا۔ اسی حوالے سے اسلامی سال کا نام "سال ہجری" تجویز ہوا۔ اس وقت سے لے کر آج تک اسلامی تاریخ اور اسلامی حکومتیں سال ہجری کے لحاظ سے اپنے نظام مرتب کرتی رہیں۔ مسلمانوں کے بڑے تہوار عیدالفطر اور عید الاضحیٰ' اہم عبادتیں' زکوٰۃ' روزہ' حج کی فرضیت اسی تاریخ کے حوالے سے فرض ہوتی ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کے سال نو کا آغاز محرم الحرام کے مہینے سے ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے جہاں دیگر معاملات اور کردار میں مسلمانوں نے غیر قوموں کی چیزیں اپنائی ہیں اور آج یہ حال ہوگیا کہ لباس و کردار کے لحاظ سے مسلمان اور کافر کے درمیان تمیز باقی نہیں رہی۔ بعض مسلمانوں اور کافروں کے درمیان صرف عیدین کے موقع پر تہوار منانے کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔ کتنی بدقسمتی کی بات ہے لیکن اتنا بھی غنیمت ہے کہ نام کے تو مسلمان ہیں۔ عیدین کی حد تک تو رشتہ جڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں کسی وقت بھی کایہ پلٹ سکتے ہیں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ کا واقعہ ہے جب ہندوؤں کی طرف سے شدھی تحریک کے ذریعہ مسلمانوں کو ہندو بنانا شروع کیا تو علماء کرام نے بھرپور مزاحمت کی۔ پورے ملک کے دورے کئے۔ اس سلسلے میں ایک گاؤں پہنچے تو پتہ چلا کہ پورا گاؤں مسلمانوں کا ہے لیکن ہندو معاشرہ کے میل جول کی وجہ سے ہندو تہذیب میں گھرا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ نام تک ہندوؤں کی طرح ہیں۔ پوچھا کوئی ایسا عمل جو تم لوگ مسلمانوں کی حیثیت سے کرتے ہو تو بتایا گیا کہ صرف سال میں ایک مرتبہ تعزیہ نکالتے ہیں۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا تعزیہ ضرور نکالو اور خوب زور و شور سے نکالو۔ اس کا مقصد حضرت تھانویؒ کی طرف سے تعزیہ نکالنے کو جائز کہنا نہیں تھا اور نہ ہی حوصلہ افزائی لیکن اس وقت ایمان بچانے کے لئے اس عمل کے ذریعہ ترغیب دی جاسکتی تھی اس لئے آپ نے اس کا حکم دیا لیکن ایسے اسلام اور مسلمانوں کو اسلامی تشخص سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی ایسا اسلام مسلمانوں کو عیسائیت اور یہودیت کے سیلاب سے نجات دے سکتا تھا۔ رفتہ رفتہ ایسے مسلمان کفر کے گڑھے میں گر جاتے ہیں۔

سال نو کے اعتبار سے بھی مسلمانوں نے ہر اعتبار سے اپنا وقار پس پشت ڈال کر اپنی شناخت ختم کر دی ہے۔ آج پچاس کے قریب اسلامی ممالک میں جن میں غالباً سعودی عرب یا ایک دو کے علاوہ کسی بھی ملک میں نظام حکومت اسلامی سال ہجری کے حساب سے نہیں چلتا۔ بلکہ انہوں نے اپنا نظام حکومت عیسائیوں کے سال پر مرتب کیا ہوا ہے۔ اس سے زیادہ بدقسمتی اور کیا ہوگی۔ اس سے زیادہ بدقسمتی یہ ہوئی کہ ان کے اس طرز عمل سے نوجوان نسل کافی حد تک اپنا نظام قمری بھولتی جارہی ہے اور اکثر مسلمان سال نو اس عیسائیوں کے سال کے آغاز کو سمجھتے ہیں اور ان تقریبات میں جوش و خروش کے ساتھ شرکت کرتے ہیں۔ اس میں زیادہ قصور تو حکومتوں کا ہے لیکن نوجوان نسل دو اعتبار سے اس قصور سے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار نہیں دے سکتی اور اس کی بناء پر جو وبال آئے گا اس کا خمیازہ اس کو ابھی نہیں تو آئندہ بھگتنا پڑے گا اور قیامت کے دن تو اس کی جو سزا ہوگی اس کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کیا کوئی مسلمان اس بات کا تصور کرسکتا ہے کہ قیامت کے دن اس کا حشر عیسائیوں کے ساتھ ہو۔ اس کا حساب و کتاب عیسائیوں کے انداز میں کیا جائے۔ یقیناً نہیں تو پھر ہم مسلمانوں کو ان دو باتوں کی طرف خوب توجہ دینی ہوگی۔ اس میں پہلی بات سال عیسوی کے آغاز کو سال نو کا تصور یا عقیدہ ہے۔ عیسائیوں کے لئے سال نو کی حیثیت ایک رسم کی نہیں بلکہ ایک عقیدہ کی ہے جس طرح ہم عیدالفطر اور عید قربان کو صرف خوشی کے دن کی حیثیت سے نہیں مناتے بلکہ اس کی ایک مذہبی حیثیت اور عقیدہ ہے۔ اگر کوئی شخص عیدالفطر یا عید قربان کی مذہبی حیثیت سے انکار کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں رہتا۔ اسی طرح عیسائیوں کے لئے یہ سال نو کی حیثیت مذہبی بنیاد پر ہے۔ اس لئے اس میں مسلمانوں کی شرکت ان کے مذہبی حیثیت میں شرکت کرنا ہے جو کسی صورت میں جائز نہیں بلکہ اپنے ایمان کے لئے خطرہ ہے۔ پھر اس میں شرکت کرکے مسلمان اپنا تشخص اور اپنا وقار اور اپنی شناخت کھو بیٹھتے ہیں۔ دوسری بات جو اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے کہ اس موقع پر خوشی اور جشن منانے کا جو طریقہ ہے وہ سراسر اسلامی تعلیمات کے لحاظ سے نہ صرف حرام بلکہ عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ شراب و کباب کی محفلیں' رقص و سرود کے بے ہنگم مظاہرے' رات بارہ بجے مرد اور عورتوں کا مخلوط سال نو مبارک کا بے حجابانہ نعروں کے ساتھ ناچنا اور طوفان بدتمیزی مچانا نہ صرف اخلاق اور شرافت انسانی کے خلاف ہے بلکہ اسلامی تعلیمات کا کھلے عام مذاق اڑاتا ہے۔ قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے بارے میں واقعہ ذکر ہے کہ جب ان کو چالیس سال کی سرگردانی کے عذاب کے بعد نجات دی گئی اور ان کو شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا تو ہدایت دی گئی کہ وہ شہر میں اللہ تعالیٰ کے شکرانہ کا سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں لیکن بنی اسرائیل شہر کو دیکھتے ہی آپے سے باہر ہوگئے اور سجدہ کرنے کے بجائے شور و غل کرتے ہوئے داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حرکت مذمومہ پر عذاب نازل کیا۔ آج بھی عیسائی اور یہودی بنی اسرائیل کی اس سنت کے مطابق اپنا سال نو شراب اور گانوں سے کرتے ہیں لیکن اسلام میں اس کی سخت ممانعت ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ عیسوی سال نو کا جشن نہ منائیں اور نہ ہی اس موقع پر جو بے ہنگم ہنگامہ آرائی ہوتی ہے اس میں شرکت کریں بلکہ اپنا اسلامی تشخص برقرار رکھتے ہوئے اس سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ خصوصاً غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کو اس سلسلے میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے تاکہ ان کی آنے والی نسلوں کا ایمان محفوظ رہے۔ ●●

مضمون نگار حضرات سے التماس

○... مضمون کاغذ کے ایک طرف لکھیں۔ دونوں طرف کم از کم ایک انچ خالی جگہ چھوڑیں۔

○... دو سطروں کے درمیان ذرا فاصلہ رکھیں۔

○... تحریر صاف اور خوش خط لکھنے کی کوشش کریں تاکہ باآسانی پڑھنا ممکن ہوسکے۔

○. مضمون کے لئے انتخاب موضوع کے بعد حتی الامکان اس کی کوشش کریں کہ موضوع سے متعلق مواد اس تحریر میں لایا جاسکے۔ موضوع سے ہٹ کر غیر ضروری باتوں کو درج کرنے سے گریز کریں۔

○... دینی موضوعات پر لکھنے والے مستند کتب و رسائل سے مواد مہیا کریں۔ قرآنی آیات کی نقل میں صحت کا خاص خیال رکھیں۔ اور حدیث کے معاملے میں بڑی احتیاط سے کام لیں۔ نئے لکھنے والے حدیث کی مشہور و متداول کتب سے حدیثیں نقل کیا کریں اس طرح مضمون میں موضوع احادیث درج کرنے سے حفاظت رہے گی۔

○... مضمون پورا ارسال کریں۔ الگ الگ قسطوں کی صورت میں مکمل تحریر آنے تک قابل اشاعت نہ ہوگا۔

○۔ جلسہ' کانفرنس کی رپورٹ لکھتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ تقریروں میں بلاوجہ جملوں کا تکرار نہ دہرایا جائے۔ مفصل تقریر کا خلاصہ مقصود ہو تو تقریر کے اہم اور خاص نکات کو جمع کردیا جائے۔

○... خبریں اور بیانات بھیجتے وقت مستند ہونے کی تصدیق کرلی جائے۔ قادیانیت سے متعلق خبروں میں سخت احتیاط سے کام لیا جائے۔

○... ناقابل اشاعت مضمون کا مسودہ واپس منگوانے کے لئے ڈاک خرچ ادارہ کے ذمہ نہ ہوگا۔

○... دینی مدارس کے طلبہ اور دیگر حضرات تحریر کا طریقہ سیکھنے کے لئے بالمشافہ رابطہ کرسکتے ہیں۔

پروفیسر علی اصغر چشتی

مسلمانوں کے ایک دوسرے پر حقوق

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور اپنی ضروریات اس وقت تک پوری نہیں کر سکتا جب تک معاشرہ کے دوسرے افراد اس کے ساتھ تعاون نہ کریں۔ باہمی تعاون اور تمدن اجتماعی زندگی کی بنیاد ہے۔ زندگی کی یہ بنیاد اس وقت تک مستحکم اور پائیدار نہیں ہو سکتی جب تک معاشرہ کے افراد میں باہمی الفت اور محبت نہ ہو، وہ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی نہ رکھتے ہوں اور ایک دوسرے کی دل جوئی کو اپنا فرض خیال نہ کرتے ہوں۔

تعاون کے مراتب مختلف ہیں۔ انہی مراتب کی نوعیت کے لحاظ سے حسن سلوک اور بر و احسان کے مدارج بھی مختلف ہیں۔ وابستگی کا سب سے کم تر درجہ وہ اتحاد ہے جو ایک ہی (اسلامی) برادری کے افراد ہونے کی وجہ سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں ہونا چاہئے۔ اس تعلق کو قائم رکھنے کے لئے حضور اکرم ﷺ نے پانچ امور کی پابندی کو سنت راشدہ قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں آپ ﷺ کی مشہور حدیث ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے:

"ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔

۱۔ اس کے سلام کا جواب دے۔

۲۔ بیمار پڑ جائے تو اس کی بیمار پرسی کرے۔

۳۔ مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔

۴۔ اس کی دعوت قبول کرے۔

۵۔ اس کو چھینک آئے تو یرحمک اللہ کہے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ۔

"اگر وہ تم سے ناصحانہ مشورہ طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کرو۔"

ترمذی کی روایت میں ہے و یحب لہ ما یحب لنفسہ یعنی جو چیز اپنے لئے پسند ہو وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند کرو۔ آیئے مسلمانوں کے باہمی حقوق سے متعلق چند احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں مصافحہ سے ابتدا کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ کسی بھی مسلمان سے ملاقات کے وقت سب سے پہلی ضرورت مصافحہ کی ہی پڑتی ہے۔

مصافحہ اور معانقہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو نبی اکرم ﷺ سے دریافت کرتے سنا۔

"یا رسول اللہ! ہم میں سے جب کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا جھک جائے؟"

آپؐ نے فرمایا۔

"نہیں۔"

اس نے عرض کیا۔

"تو کیا لپٹ جائے اور بوسہ لے؟"

آپؐ نے فرمایا۔

"نہیں۔"

اس نے عرض کیا۔

"اس کا ہاتھ تھام لے اور مصافحہ کرے؟"

آپؐ نے فرمایا۔

"ہاں۔" (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب اہل یمن آئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں اور وہی سب سے پہلے اپنے ساتھ مصافحہ لائے ہیں۔" (ابو داؤد)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

"کیا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں مصافحہ کا رواج تھا؟"

انہوں نے کہا۔

"ہاں۔" (بخاری)

مصافحہ کا ثواب

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔"

(ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی یا ہاتھ پر رکھ کر اس سے اس کا حال پوچھو اور پورا سلام کرنا یہ ہے کہ سلام کے بعد مصافحہ بھی کرو۔"

(ترمذی)

معانقہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں زید بن حارثہؓ مدینہ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ اس وقت میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ رسول اللہ ﷺ صرف تہہ بند باندھے چادر کو کھینچتے ہوئے باہر تشریف لے گئے۔ آپؓ کہتی ہیں قسم ہے خدا کی میں نے کبھی اس سے پہلے اور اس کے بعد آپؐ کو قمیص پہنے بغیر نہیں دیکھا۔ آپؐ نے جوش محبت میں زیدؓ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ (ترمذی)

حضرت شعبیؒ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ جعفر بن ابی طالب سے ملے۔ ان کو گلے لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔" (ابو داؤد)

دعوت اور مہمانداری

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"جب تم میں کوئی شادی کے کھانے میں بلایا جائے تو اسے قبول کر لینا چاہئے۔" (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"سب سے برا کھانا اس ولیمہ کا ہے جس میں امیروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے اور جس شخص نے دعوت سے انکار کیا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی۔" (ابو داؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"جسے دعوت میں مدعو کیا جائے اسے چاہئے کہ دعوت قبول کرے پھر چاہے کھائے اور چاہے نہ کھائے۔"

(مسلم)

حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ خاطر مدارات کا زمانہ ایک دن اور ایک رات ہے جبکہ مہمان کی ضیافت کی مدت تین دن اور تین راتیں ہیں اور اس کے بعد کی مہمان نوازی صدقہ اور خیرات ہے۔ مہمان کو چاہئے کہ وہ اپنے میزبان کے ہاں زیادہ عرصہ تک نہ ٹھہرے کہ وہ تنگ آجائے۔" (متفق علیہ)

حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو مسلمان کسی قوم کا مہمان ہوا اور اس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کی مہمانی نہ کی گئی تو پھر ہر مسلمان پر اس کی مدد فرض ہو گئی۔ یعنی ہر مسلمان کا یہ فرض ہو گا کہ وہ اس سے اس کی مہمانی کا حق دلوائے۔ یہاں تک وہ اپنا حق اس کے مال اور اس کی زراعت (فصل) سے حاصل کر لے۔ (ابو داؤد)

مہمان کا استقبال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول

"سنت ہے کہ آدمی اپنے مہمان کا استقبال دروازے سے باہر نکل کرے یا رخصت کے وقت گھر کے دروازے تک پہنچائے۔" (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"بھلائی' روزی اور برکت اس گھر کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے جس میں کھانا کھلایا جاتا ہے۔ جس طرح اونٹ کا گوشت کاٹنے میں چھری تیزی سے کوہان کی طرف جاتی ہے۔" (ابن ماجہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دستر خوان بچھا دیا جائے تو کوئی شخص اس وقت تک اس پر سے نہ اٹھے جب تک دستر خوان بڑھا نہ دیا جائے اور نہ اس وقت تک کھانے سے ہاتھ روکے جب تک لوگ فارغ نہ ہو جائیں اگرچہ اس کا پیٹ بھر گیا ہو۔ لیکن اگر کسی وجہ سے کھانے میں ساتھ نہ دے سکے تو معذرت کرے علیحدہ ہو جائے۔ اس لئے کہ کھانے سے ہاتھ اٹھا لینے کے سبب ہم نشین شرمندہ ہوتا ہے اور خود بھی کھانے سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے اور بہت ممکن ہے کہ ابھی وہ بھوکا ہو۔ (ابن ماجہ)

رشتہ داروں کے حقوق

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"جسے اس بات کی خواہش ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی کی جائے اور عمر میں زیادتی کی جائے تو رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔" (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"رحم رحمٰن سے نکلا ہے۔ لہٰذا اللہ جل شانہ نے اس کو کہہ دیا جو تجھے جوڑے گا میں اس سے لگاؤ رکھوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے چھوڑ دوں گا۔" (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے عرض کیا۔

: یارسول اللہ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں جن سے میں تعلق قائم کرتا ہوں مگر وہ بے تعلقی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہوں مگر وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ میں ان کی حرکتوں کو برداشت کرتا ہوں مگر وہ جہالت پر اتر آتے ہیں۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تم نے بتایا تو گویا تم انہیں گرم راکھ پھنکا رہے ہو اور تمہارے ساتھ' جب تک تم ایسا کرتے رہو گے ان کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ رہے گا۔" (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"تم لوگ اپنے نسبوں کو یاد رکھو اور اس طرح اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔ کیونکہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا خاندان سے محبت' مال میں کثرت اور عمر میں برکت پیدا کرتا ہے۔" (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"بغاوت اور قطع رحمی سے زیادہ کوئی گناہ اس امر کے لئے سزاوار نہیں ہے کہ اس کے مرتکب کو دنیا میں فوراً بدلہ دیا جائے اور آخرت میں بھی اس کے لئے عذاب کا ذخیرہ جمع کیا جائے۔" (ترمذی' ابوداؤد)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"جنت میں قطع رحمی کرنے والا داخل نہ ہوگا۔" (بخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

"رشتہ داری کا برتاؤ برتنے والا وہ نہیں ہے جو رشتہ داروں کو بدلہ دے بلکہ وہ ہے جو ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑ دے۔" (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"رحم عرش الٰہی سے معلق ہے اور دعا کے طور پر کہتا رہتا ہے کہ جو شخص مجھ کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اس کو ملائے گا اور جو شخص مجھ کو قطع کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قطع کرے گا۔" (متفق علیہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

"پروردگار کی رضامندی باپ کی رضامندی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے۔" (ترمذی)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

"اس قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں رشتہ ناطہ کو توڑنے والا موجود ہو۔" (نسائی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

"جنت میں نہ تو وہ شخص داخل ہوگا جو بہت زیادہ احسان جتانے والا ہو نہ وہ شخص جو ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا ہو اور نہ شراب پینے والا۔" (نسائی)

والدین کے حقوق

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا۔

"یارسول اللہ! ماں باپ کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔

"وہی تیری جنت اور دوزخ ہیں۔" (ابن ماجہ)

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے والد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "تمہاری ماں موجود ہے؟"

انہوں نے کہا۔ "ہاں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اسے نہ چھوڑو کیونکہ جنت اس کے قدموں میں ہے۔" (نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

"یارسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "تیری ماں۔"

اس نے پوچھا۔ "پھر کون؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "تیری ماں۔"

اس نے پوچھا "پھر کون؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "تیرا باپ۔"

ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تیری ماں' پھر تیری ماں' پھر تیرا باپ' پھر تیرا قریبی عزیز' پھر اس کے بعد کے رشتہ دار۔" (متفق علیہ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا۔

"خدا کے نزدیک کون سا کام زیادہ پسندیدہ ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "وقت پر نماز ادا کرنا۔"

میں نے پوچھا۔ "پھر کون سا؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "والدین کے ساتھ بھلائی کرنا۔"

میں نے کہا۔ "پھر کون سا؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا۔" (متفق علیہ)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"خدا تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کر دی ہے۔" (متفق علیہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟"

ہم نے کہا۔

"ضرور بتایئے اے اللہ کے رسول۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔" (بخاری)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میری والدہ مشرک ہونے کی حالت میں قریش سے مصالحت کے زمانے میں میرے پاس آئیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ سے

عرض کیا۔

"یارسول اللہ! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ اسلام سے بیزار ہیں۔ کیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کروں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہاں! اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔" (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"رسوا ہو۔ رسوا ہو۔ رسوا ہو۔ جس نے اپنے والدین کو' دونوں کو یا کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر جنت میں داخل نہ ہوا۔" (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص جہاد میں شریک ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا۔

"کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟"

اس نے کہا۔ "ہاں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔

"انہی کی خدمت کرو۔ انہی کی خدمت جہاد ہے۔" (متفق علیہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"کوئی شخص اپنے ہبہ کو واپس نہ لے۔ مگر اس ہبہ کو واپس لینا جائز ہے جو باپ نے بیٹے کو کیا ہو۔" (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"بیٹا اپنے باپ کا بدلہ ہرگز نہیں اتار سکتا بجز اس صورت کے کہ اس کو غلامی کی حالت میں پائے اور پھر اسے خرید کر آزاد کردے۔" (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جسے میں پسند کرتا تھا اور میرے والد (حضرت عمرؓ) اسے ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا اسے طلاق دے دو۔ میں نے انکار کیا۔ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ "اسے طلاق دے دو۔" (ترمذی)

حضرت ابو طفیل غنوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عورت آئی آپ ﷺ نے اپنی چادر بچھائی وہ اس پر بیٹھ گئی۔ جب وہ چلی گئی تو کہا گیا کہ اس عورت نے نبی اکرم ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔" (ابوداؤد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔"

صحابہؓ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ! کیا آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے سکتا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جو شخص کسی کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔" (متفق علیہ)

حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ بنو سلمہ کا ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ! کیا ماں باپ کے ساتھ سلوک و نیکی کرنے کو میرے لئے کچھ باقی ہے کہ ان کے مرنے کے بعد اس کو کروں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ہاں ان کے لئے دعا کرنا' استغفار کرنا اور ان کی وصیت پوری کرنا اور ان کے رشتہ داروں سے سلوک کرنا کہ وہ انہی کے سبب سے ہیں اور ماں باپ کے دوستوں کی عزت کرنا۔" (ابوداؤد' ابن ماجہ)

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مقام جعرانہ میں رسول اللہ ﷺ کو گوشت تقسیم کرتے دیکھا۔ اچانک ایک عورت آئی اور رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچی۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھائی اور وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ۔

"یہ کون عورت ہے؟"

انہوں نے کہا۔

"رسول اللہ ﷺ کی وہ ماں ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔" (ابوداؤد)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

"اللہ جل شانہ نے تم پر ماں کی نافرمانی اور اذیت رسانی' لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا اور بخل و گدائی کو حرام قرار دیا۔ اور قیل و قال' زیادتی سوال اور مال کو ضائع کرنا مکروہ قرار دیا ہے۔" (متفق علیہ)

اولاد کے حقوق

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ ایک دن نبی اکرم ﷺ اپنے نواسہ کو گود میں لئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے تم ہی آدمی کو بخیل بناتے ہو' تم ہی آدمی کو بزدل بناتے ہو' تم ہی آدمی کو جہالت پر آمادہ کرتے ہو حالانکہ تم باغ الٰہی کے پھول ہو۔" (ترمذی)

حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد' اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

"حسن ادب اور اچھی سیرت سے بہتر ایک باپ کا اپنی اولاد کے لئے کوئی عطیہ نہیں۔" (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

"جس نے دو لڑکیوں کو پالا یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئیں تو وہ اور میں قیامت کے روز اس طرح ساتھ ساتھ آئیں گے۔"

اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملالیا۔ (مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"جس نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں کو یا دو بہنوں یا دو بیٹیوں کو پالا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اس شخص کے لئے جنت ہے۔" (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"جس کے بیٹی ہو اور وہ اسے نہ زندہ درگور کرے اور نہ اسے حقیر سمجھے اور نہ اس پر بیٹوں کو ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔" (ابوداؤد)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد' اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا۔

"اللہ کے رسول! میرا یہ بیٹا ہے۔ مدتوں میرا پیٹ اس کا برتن رہا اور میری چھاتی اس کے لئے مشک رہی اور میری گود اس کا گہوارہ رہی یعنی میں نے اپنے اس بیٹے کو مدتوں پالا ہے۔ اب اس کے باپ نے مجھ کو طلاق دے دی ہے اور وہ اس کو مجھ سے چھین لینا چاہتا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"جب تک تو (دوسری جگہ) نکاح نہ کرے اس کی پرورش کی زیادہ مستحق ہے۔" (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لڑکے کو اس امر کا اختیار دیا' وہ ماں کے پاس رہے یا باپ کے پاس۔ (ترمذی)

زوجین کے حقوق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ تم سے ہرگز سیدھی نہ ہوگی ایک راہ پر۔ اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو کجی ہی کی حالت میں فائدہ اٹھالو۔ اور اگر تم اسے سیدھی کرنے لگ گئے تو تم اسے توڑ ڈالو گے۔ اور اس کا ٹوٹنا طلاق ہے۔" (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

"کوئی مسلمان اپنی مسلمان بیوی سے بغض نہ رکھے۔ اگر اس کی ایک بات کو برا سمجھے گا تو دوسری کو پسند کرے گا۔" (مسلم)

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"تم میں سے کوئی یہ حرکت نہ کرے کہ صبح کو اپنی بیوی کو غلام کی طرح مارے اور پھر رات کو خلوت کرنے لگ جائے۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ۔

"تم میں سے ایک شخص قصداً اپنی بیوی کو غلام کی طرح مارتا ہے اور شاید وہ شام کو اس سے خلوت کرتا ہے۔"
(متفق علیہ)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔
"تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہے اور میں اپنے اہل و عیال کے حق میں تم سب سے بہتر ہوں اور جب تم میں سے کوئی مرجائے تو اس کے عیب نہ بیان کرو۔" (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔
"اگر میں کسی شخص کو حکم دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔" (ترمذی)

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔
"جو عورت اس حال میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا وہ جنت میں داخل ہوگی۔" (ترمذی)

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میں نے عرض کیا کہ۔
"میری ایک بیوی ہے جس کی زبان میں کچھ خرابی ہے(بد زبان ہے)۔"
آپؐ نے فرمایا۔ "اسے طلاق دے دو۔"
میں نے کہا۔ "اس سے میری اولاد بھی ہے اور عرصہ کا رہنا سہنا بھی ہے۔"
آپؐ نے فرمایا۔
"اسے شیریں زبان کا حکم کرو اگر اس میں بھلائی ہوگی تو وہ نصیحت کو قبول کرے گی مگر کسی طرح بھی اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح نہ مارو۔" (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔
"جو شخص کسی کی بیوی کو اس کے شوہر کے خلاف ورغلائے یا کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکائے' وہ ہماری جماعت میں سے نہیں ہے۔" (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔
"اہل ایمان میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کی عادت سب سے اچھی ہو اور وہ اپنے گھر والوں پر سب سے زیادہ مہربان ہو۔" (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
"جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ہمبستر ہونے کے لئے بلائے اور وہ انکار کردے اور شوہر اس کے انکار سے رات بھر غصے میں رہے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔"
(متفق علیہ)

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔
"جب شوہر اپنی بیوی کو اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے بلائے تو عورت کو اس کا حکم ماننا چاہئے اگرچہ وہ کھانا پکانے میں مشغول ہو۔" (ترمذی)

حضرت حکیم بن معاویہ قشیریؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔
"یارسول اللہ! شوہر پر بیوی کا کیا حق ہے؟"
آپؐ نے فرمایا۔
"جب تو کھائے تو اس کو بھی کھلا' جب تو پہنے تو اس کو بھی پہنا' اس کے منہ پر نہ مار اس کو برا نہ کہہ اور اس سے علیحدگی اختیار نہ کر مگر گھر کے اندر۔" (ابوداؤد)

حضرت ایاس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔
"اپنی بیویوں کو نہ مارا کرو۔"
(اس کے بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔
"عورتیں اپنے شوہروں پر غالب ہوگئی ہیں۔ ان کی جرأت اور دلیری بڑھ گئی ہے۔"
(یہ سن کر) آپؐ نے بیویوں کے ساتھ قدرے سختی کی اجازت عطا فرمادی۔ اس کے بعد بہت سی عورتیں ازواج مطہراتؓ کے پاس جمع ہوئیں اور اپنے خاوندوں کی شکایتیں کیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا۔
"محمد (ﷺ) کی بیویوں کے پاس بہت سی عورتیں اپنے شوہروں کی شکایت کرنے آئی ہیں۔ تم میں سے وہ شخص اچھا نہیں ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بدسلوکی کرے۔"
(ابوداؤد)

غیر اسلامی ماحول میں اسلامی تشخص

۹ اگست ۱۹۹۴ء کو اسلامک کلچرل سینٹر ریجنٹ پارک لندن میں ورلڈ اسلامک فورم کے دوسرے سالانہ تعلیمی سیمینار سے شعبہ اسلامیات ڈربن یونیورسٹی (جنوبی افریقہ) کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر سید سلیمان ندوی کا خطاب :

آپ حضرات نے جس زہریلے ماحول میں سکونت کا فیصلہ کیا ہے' اس میں اگر زہر کے اثرات سے بچنے کے لئے تریاق حاصل نہ کیا تو پھر آپ کے اسلامی تشخص کی موت یقینی ہے۔ آج کل تو مسلم ممالک میں بھی اسلامی ماحول کا قائم رکھنا محال ہو رہا ہے' چہ جائیکہ غیر مسلم ممالک میں۔ اس لئے اگر بحیثیت مسلمان کے یہاں رہنا ہے تو پھر اس کے لئے جدوجہد کرنی ہوگی۔ اس ماحول کے مناسب تعلیم و تربیت کا نظام قائم کرنا ہوگا۔

مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ اس مجلس میں نوجوان یا اسکول و کالج کے طلباء موجود نہیں ہیں۔ جن کی تعلیم و تربیت کے نظام کے سلسلہ پر ہم گفتگو کر رہے ہیں' وہی لوگ یہاں موجود نہیں۔ جن کے مستقبل کا ہم فیصلہ کر رہے ہیں' وہی لوگ جب یہاں موجود نہیں تو کس طرح اس کا نظم ہوگا۔

یہاں کی وہ نسل جو یہاں پیدا ہوئی ہے' اس کی مادری زبان تو اب انگریزی ہے۔ آپ حضرات نے اگر ان سے انگریزی میں رابطہ نہیں کیا تو آپ کے اور ان کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہوگا۔ ہمارے علماء اور مدرسہ کے معلمین کے لئے ضروری ہے کہ انگریزی سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کا اہتمام فرمایا کہ جو رسول بھی کسی قوم کی طرف مبعوث کیا' اس قوم کی زبان کا علم بھی اس رسول کو دیا تاکہ قوم کو ان کی زبان میں تعلیم و ہدایت دیں۔ یہ تو معمولی سمجھ کی بات ہے کہ جن لوگوں سے بھی گفتگو کرنی ہے ان کی زبان سیکھنا پڑے گی۔ علماء اور نوجوانوں کے درمیان فاصلہ و بعد بڑھتا جارہا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ نوجوان علماء کی زبان نہیں سمجھتے اور علماء نوجوانوں کی زبان نہیں سمجھتے' اس لئے یہ ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات اور مدرسہ میں

دینیات کے لئے انگریزی زبان کا اہتمام کیا جائے۔ یہ ایک حقیقت ہے اس کا سامنا کرنا ہوگا۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے ایک کان میں اذان اور ایک کان میں اقامت کہی جاتی ہے۔ اس عمل سے ماں باپ یہ ظاہر کرتے ہیں اور اللہ کے سامنے عہد کرتے ہیں کہ اس بچہ کو مسلمان رکھنا ہے اور یہ بچہ مسلمان ہے۔ پھر اس کے بعد والدین اس کا نام بھی عبداللہ یا عبدالمجید یا عبدالجلیل رکھتے ہیں۔ پھر اس عمل سے دوبارہ اس کا اظہار ہوتا ہے کہ جو نام ہم نے دیا ہے وہ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ یہ بچہ مسلمان ہے۔ یعنی اسلامی تشخص کے اظہار کا یہ بھی ذریعہ ہے۔ غرض اسلامی تشخص کے قیام کی بنیاد پیدائش کے وقت سے ہی پڑ جاتی ہے۔ اگر بچے کو مسلمان رکھنا ہے تو اس تشخص کو قائم رکھنے کے لئے اور اس کو قوی کرنے کے لئے بچوں اور نوجوانوں کی دینی و فکری تربیت اسلامی کرنی ہوگی۔ تعلیم و تربیت کی پہلی منزل وہ ہوتی ہے جب بچے کو پورا شعور نہیں ہوتا ہے اور بچہ بے چوں و چرا والدین کی بتائی ہوئی چیزوں کو قبول کرلیتا ہے اور اس کو صحیح سمجھتا ہے۔ اگر اس عمر کے بچے کو یہ بتایا جائے کہ گدھا دراصل گھوڑا ہے تو وہ گدھے کو گھوڑا سمجھے گا' لیکن شعور کے بعد فرق سمجھ جائے گا۔ اس کی تعلیم کا ایک دور وہ ہوتا ہے جب والدین بچہ کے ذہن میں اسلامی تعلیمات کو تکرار کرکے بٹھاتے ہیں' جس کو انگریزی میں Introduction کہتے ہیں۔ اس مرحلہ کے بعد بچے کا وہ دور آتا ہے جب وہ شعور حاصل کرتا ہے اور تعلیمات کو بے سمجھے بوجھے انٹروڈکشن کے ذریعہ قبول نہیں کرتا بلکہ سوالات کرتا ہے اور علمی الجھنوں کا حل طلب کرتا ہے۔ پھر یہی بچہ آگے بڑھ کر جوانی کی حدود میں قدم رکھتا ہے اور اسکول و یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے جاتا ہے۔ [illegible]

پہلی بار اسلامی لٹریچر کے مخالف لٹریچر کا سامنا کرتا ہے اور روزانہ غیر اسلامی ادب و تہذیب کا سامنا کرتا ہے۔ یہی وہ نازک مرحلہ ہے کہ اگر اس نوجوان کی صحیح اسلامی ذہنی و فکری تعلیم کی گئی تو راہ راست پر رہے گا ورنہ پھر ہاتھ سے نکل جائے گا۔

صرف تعلیم کافی نہیں، علم برائے علم بے کار ہے جب تک کہ علم کے ساتھ اس کی صحیح ذہنی و فکری اسلامی تربیت نہ کی جائے۔ ذہن و فکر اور دل و نگاہ بدلنے کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔ شاعر اسلام علامہ اقبال کے بقول۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

صحیح اسلامی ذہنی و فکری تعلیم کے لئے صرف صحیح نصاب کا ہونا کافی نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں بنیادی کردار معلم و استاذ کا ہے۔ نصاب کیسا ہی کمزور و ناقص ہو، اگر استاذ کی فکر و عقیدہ صحیح ہے تو طالب علم کے ذہن و فکر کو بھی صحیح غذا پہنچے گی۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اسلامی دینی تعلیم کے معلمین کے لئے بھی تعلیم و تربیت کا انتظام قائم کیا جائے تاکہ وقت و ماحول کے تقاضوں کے مطابق بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہو سکے۔

اگر آپ حضرات نے اسلامی تشخص کے تحفظ کے لئے جدوجہد نہیں کی تو برطانیہ میں مسلمان بحیثیت مسلمان باقی نہ رہیں گے اور آئندہ کا مورخ برطانیہ کے مسلمانوں کے لئے وہی فیصلہ دے گا جو اسپین و سسلی کے مسلمانوں کے لئے دیا۔ مسلمان باقی نہیں ہوں گے، لیکن اسلام یقیناً کسی نہ کسی گوشہ میں باقی رہے گا۔

اپنی ملت کو قیاس اقوام مغرب پر نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

نوجوانوں سے قریب ہونے کی ضرورت ہے، ان کو اعتماد میں لینے کی ضرورت ہے، ان کو اپنے ساتھ لے کر چلنے کی ضرورت ہے۔ ایسے دلچسپ تعلیمی پروگرام بنائیں جو مسلم نوجوانوں کے ذہن و فکر کو مطمئن کر سکیں اور ان سے رابطہ قائم کرنے کے لئے انگریزی سیکھیں اور ذریعہ تعلیم بھی انگریزی کو بنائیں۔ آپ چونکہ برطانیہ میں ہیں، اس لئے کہہ رہا ہوں کہ انگریزی سیکھیں۔ اگر آپ عرب میں ہوں تو عربی ذریعہ اظہار و تعلیم ہوگا۔ اگر جرمنی میں ہوں گے تو جرمن ذریعہ ربط و تعلیم ہوگی۔ اگر آپ نے غفلت برتی تو یہ مسلم نوجوان ہاتھ سے نکل جائے گا۔ کہیں یہاں کا حال بھی اسپین و سسلی کا نہ ہو اور اقبال جیسے شاعر کو برطانیہ کے ساحل سے گزرتے ہوئے کہیں وہ نہ کہنا پڑے جو اقبال نے سسلی کے پاس سے گزرتے ہوئے کہا تھا۔

دیکھ لے دل کھول کے اے دیدہ خوں نابہ بار
وہ نظر آتا ہے تہذیب حجازی کا مزار

ختم نبوت کا ثبوت قرآن مجید و حدیث شریف سے

بنت نذیر احمد، ننکانہ صاحب

ہو گئی اس پر ختم رسالت
دیئے گئے ہیں آپ کی شہادت
موسیٰ، عمران، عیسیٰ، مریم
صلی اللہ علیہ وسلم

جہاں کا آخری سردار آگیا۔ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کل دنیا اس کے زیر رسالت و سیادت ختم ہو جائے گی۔ عالم کی آبادی کا دارومدار ہدایت پر ہے اور ہدایت کا تمام تر تعلق سلسلہ نبوت و رسالت سے ہے کیونکہ عالم کی ابتداء و انتہا اور رسالت کی ابتداء و انتہا کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اس لئے پروردگار عالم نے اس جہان کی بنیاد رکھی تو ساتھ ہی قصر نبوت کی بنیاد رکھی۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام جو کہ پہلے خلیفہ ارض ہیں ان کو قصر نبوت کی خشت اول قرار دیا اور حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت کے جاری رہنے کا وعدہ کیا۔

اس کے بعد سورۃ اعراف آیت ۳۵-۳۶ اور سورۃ طہ آیت ۱۲۳ تا ۱۲۴ میں اس کا بیان فرمایا۔ پھر جوں جوں جہان بڑھتا گیا قصر نبوت کی تعمیر بھی آہستہ آہستہ ہوتی رہی اور نبیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جو نبی زیادہ مشہور ہوئے وہ حضرت نوحؑ ہیں۔ ان کا تذکرہ نبوت قرآن مجید میں لف و نشر مرتب اور غیر مرتب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کو جاری رکھا کیونکہ اس کے جاری رکھنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا تھا۔

آخر ایک وقت ایسا آیا کہ جب جہان اپنے جوبن پر پہنچ گیا اور نبوت کی عمارت اپنی تمام تر خوبیوں اور حسن کے ساتھ پوری ہو گئی مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی کمی رہ گئی تو بنی اسرائیل کے خاندان کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی آمد مبارک کی خبر دی جو کہ قرآن مجید کی سورۃ صف آیت ۶ میں ہے۔ چنانچہ آخری پیغمبر آگیا جو قصر نبوت میں کونے کی اینٹ کی حیثیت سے تھا۔ نبوت کی عمارت مکمل ہوئی اور آپؐ آسمان نبوت کا سراپا "منیرا" بن کر چمکے تو پہلے تمام ستارے ماند پڑ گئے۔ یعنی تمام انبیاءؑ کی شریعتیں ختم ہو گئیں۔ چونکہ آپؐ آخری پیغمبر تھے اس لئے آپ کو مکمل دین دے کر بھیجا جو کہ تمام ادیان پر غالب آگیا۔ آپؐ سے پہلے تمام پیغمبر کسی خاص قوم یا کسی خاص زمین کی طرف بھیجے جاتے تھے لیکن آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے قیامت تک ہادی اور رہنما بنا کر بھیجا گیا اور آپؐ نے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا (سورۃ احزاب آیت ۴۰)۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمایا۔

انا اٰخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم۔ لا نبی بعدی۔
لو کان بعدی نبیا لکان عمر ابن الخطاب۔
سیکون فی امتی دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم الانبیاء لا نبی بعدی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا تو ہدایت کو مخلوق تک پہنچانے کا کیا انتظام ہوگا۔ وہ کام اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے سپرد کر دیا۔ جیسے سورۃ بقرہ آیت ۱۴۳ اور سورۃ آل عمران ۱۰۴ اور ۱۱۰ میں فرمایا۔ گویا کہ اب پیغمبروں کی ڈیوٹی اس خیر امت کے سپرد کر دی گئی جیسا کہ حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے آپؐ کے خاتم الانبیاء ہونے اور امت محمدیہ کے فرائض کو اشعار اعلیٰ طریق سے یوں بیان فرمایا۔

زندہ ہر کثرت ز وحدت است
وحدت مسلم ز دین فطرت است
دین حق از نبی آموختیم
در رہ حق مشعل افروختیم
تانہ ایں وحدت ز دست ما رود
ہستی ما با ابد ہمدم شود
او رسل را ختم و ما اقوام را
رونق از ما محفل ایام را
خدمت ساقی گری با ما گذاشت
داد ما را آخری جامے کہ داشت
لا نبی بعدی ز احسان خدا است
پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است

لہٰذا کسی بھی نئے نبی کے آنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اب آپؐ کے بعد قیامت آئے گی لیکن نبی نہیں آئے گا۔ اس جہان میں جب بھی کوئی پیغمبر آیا تو اس نے اپنی امت سے تین باتوں کا اقرار لیا۔

۱۔ میری رسالت پر یقین کرو۔
۲۔ مجھ سے پہلے جتنے نبی گزر چکے ہیں وہ سب برحق ہیں۔
۳۔ میرے بعد جو نبی آئیں گے ان کی نبوت پر ایمان لانا ہوگا۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی امت سے تین باتوں کا اقرار لیا، جن کا ذکر سورۃ بقرہ آیت ۴ میں مذکور ہے۔

ترجمہ۔ "آپؐ برحق رسول ہیں اور آپؐ پر نازل کردہ کلام برحق ہے۔ پہلے تمام انبیاء اور ان پر نازل کردہ کلام برحق ہے۔"

آئندہ کے لئے فرمایا۔
یعنی۔ "نبی تو کوئی نہیں آئے گا مگر قیامت آئے گی۔"
امت محمدیہ کے لئے اقرار کا تیسرا جزو قیامت ہے۔

اسلام میں نماز اور انفاق کی اہمیت

مولانا رضا احمد

ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔

"اور وہ نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

اسلام میں نماز اور زکوٰۃ (جو انفاق ہی کی ایک صورت ہے) کو بنیادی نیکیوں کی حیثیت حاصل ہے۔ سورۃ البقرہ کے آغاز ہی میں متقین کی جو صفات بیان ہوئی ہیں ان میں ایمان بالغیب کے بعد جن دو اعمال کا ذکر ہے وہ صلوٰۃ (نماز) اور انفاق (اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا) ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

"اور وہ نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

سوال یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ اعمال کی فہرست تو بڑی طویل ہے لیکن یہاں صرف ان دو اعمال کا ذکر خاص طور پر کیوں کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں ساری نیکیاں ان دو بڑی نیکیوں کے تحت ہیں بلکہ انہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان دونوں اعمال کی حقیقت پر اگر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے نماز انسان کو اپنے خالق کے ساتھ صحیح طور پر جوڑ دیتی ہے اور انفاق سے اس کا رشتہ خلق (مخلوق) سے صحیح طور پر استوار ہو جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اگر ایک شخص اپنے رب کے حقوق ادا کرتا ہے اور خلق کے حقوق بھی پہچانتا ہے تو تمام نیکیوں کی کلید پالیتا ہے۔ وہ انہی دو نیکیوں کی مدد سے دوسری ساری نیکیوں کے دروازے بھی کھول لے گا اور ان سب کا اختیار کرنا بھی اس کے لئے آسان ہوگا۔ آدمی کے لئے اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جانے کے لئے بھی انہی دو چیزوں کی ضرورت ہے یعنی ایک طرف وہ اپنے رب سے ٹھیک ٹھیک جڑ جائے اور دوسری طرف خلق سے اس کا تعلق صحیح طور پر استوار ہو جائے۔

اقامت صلوٰۃ۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اولین علامت

دین اسلام میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اہل ایمان سے جس عمل کا مطالبہ سب سے پہلے کیا گیا ہے وہ اقامت صلوٰۃ (نماز قائم کرنا) ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی عملی اطاعت کی اولین اور دائمی علامت ہے۔ اقامۃ کے معنی کسی چیز کو سیدھا کرنے اور اس کا پورا اہتمام کرنے کے ہیں۔ نماز قائم کرنے میں کم از کم تین باتیں شامل ہیں۔

۱۔ نماز پوری یکسوئی اور توجہ کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ادا کی جائے۔

۲۔ ان آداب کو ملحوظ رکھ کر ادا کی جائے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتائے ہیں۔

۳۔ اس کی ادائیگی کے لئے جماعت کا انتظام و اہتمام بھی کیا جائے۔

متقین کے اوصاف میں ایمان کے فوراً بعد نماز کے ذکر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو لوگ اسلامی عقائد کو مان کر بیٹھ جانے والے ہوں وہ قرآن کریم کی ہدایت سے فیض یاب نہیں ہو سکتے۔ جب موذن نماز کے لئے پکارتا ہے تو اس وقت یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والے اطاعت کے لئے تیار بھی ہیں یا نہیں۔ پھر یہ موذن دن میں پانچ وقت پکارتا ہے اور جب بھی انسان اس کی پکار پر لبیک نہ کہے اسی وقت ظاہر ہو جاتا ہے کہ ایمان کا دعویدار اطاعت سے خارج ہو گیا ہے۔ پس ترک صلوٰۃ دراصل ترک اطاعت ہے۔ یہی سبب ہے کہ نبی ﷺ کے اصحابؓ نماز کے سوا کسی عمل کو کفر (ایمان کے منافی عمل) نہیں سمجھتے تھے۔ ایک جلیل القدر تابعی عبداللہؒ ابن شقیق کہتے ہیں کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئا من الاعمال ترکہ کفر اغیر الصلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے (ترمذی۔ مشکوٰۃ) اس بات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔ بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰۃ (مسلم) "بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے۔" نیز آپؐ کا ارشاد ہے فمن ترکھا متعمدا فقد برئت منہ الذمۃ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس کے بارے میں وہ ذمہ داری ختم ہو گئی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے صاحب ایمان بندوں کے لئے ہے۔

(سنن ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں آپؐ نے یہ بات اس طرح فرمائی ہے فمن ترکھا متعمدا فقد خرج من الملۃ (طبرانی) جس نے دیدہ دانستہ نماز چھوڑ دی وہ ہماری ملت سے خارج ہو گیا۔ غور کیجئے کہ متقین کے اوصاف میں ایمان کے بعد جس عمل کا سب سے پہلے ذکر فرمایا گیا ہے وہ نماز قائم کرنا ہے اور نبی کریم ﷺ نے نماز کی دین اسلام میں یہ اہمیت بیان فرمائی ہے کہ اس عمل کو جان بوجھ کر ترک کرنا ایمان کے منافی عمل ہے اور اس عمل کا عمداً ترک کرنے والا ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ جب اس عمل کی دین اسلام میں اس قدر اہمیت ہے تو اس بنیادی فریضہ کو ادا نہ کرنا یا اس سے غفلت برتنا کتنی بڑی نافرمانی ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

انفاق کے معنی ہیں خرچ کرنا' عموماً" انفاق کا مطلب زکوٰۃ ہی سمجھا جاتا ہے لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک انفاق سے مراد ہر قسم کا وہ خرچ ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا جائے خواہ وہ فرض ہو یا عام صدقہ و خیرات۔ قرآن کریم میں عموماً" یہ لفظ نفلی صدقات کے لئے استعمال ہوا ہے اور فرض صدقات کے لئے زکوٰۃ کا لفظ آیا ہے۔

واضح رہے کہ دین میں نماز کے بعد جو دوسرا بڑا عمل ہے وہ انفاق ہے۔ صرف زکوٰۃ تو وہ کم سے کم مطالبہ ہے جو اسلام میں ایک صاحب مال سے کیا گیا ہے۔ اسلام کا اصلی مطالبہ تو ہر صاحب ایمان سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو کچھ مال عطا کیا ہے اسے حسب استطاعت خفیہ اور علانیہ' تنگی و فراخی ہر حالت میں اپنے بھائی بندوں پر خرچ کرے۔

نماز اور انفاق کی بنیاد جذبہ شکر ہے

انسان جب اپنی ذات اور اپنے گرد و پیش پر حقیقت پسندانہ نظر ڈالتا ہے تو ہر پہلو سے وہ اپنے آپ کو اللہ کی نعمتوں میں گھرا ہوا پاتا ہے۔ ان نعمتوں کا احساس اس کو ایک طرف اس بات پر ابھارتا ہے کہ وہ اپنے رب کی بندگی و پرستش کرے چنانچہ اس تحریک سے وہ نماز پڑھتا ہے اور پھر یہی جذبہ اس کو اس بات پر ابھارتا ہے کہ جس طرح اس کے رب نے اس کے اوپر احسان فرمایا ہے اسی طرح وہ اپنی استطاعت کے مطابق اللہ کے دوسرے بندوں پر احسان کرے۔ اس اعتبار سے نماز اور انفاق گویا اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنے کے دو پہلو ہیں۔ اس لئے شریعت الٰہی میں ان کو دو بڑی بنیادی نیکیوں کی حیثیت حاصل ہے۔ نماز تمام حقوق اللہ کا سرچشمہ ہے اور انفاق تمام حقوق العباد کی اصل ہے۔ جو شخص نماز پورے آداب و اہتمام کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کے لئے اللہ کے دوسرے حقوق ادا کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے اور جو شخص دوسروں کے لئے اپنا مال خرچ کر سکتا ہے وہ ان کے دوسرے حقوق ادا کرنے میں بھی تنگ دل نہیں ہوگا۔ انسان کا دل اگر مال کی محبت اور بخالت کی بیماری سے پاک ہو جائے تو اس کے لئے وہ تمام نیکیاں آسان ہو جاتی ہیں جن سے ایک آدمی اپنے معاشرے کا بہترین فرد بنتا ہے اور اگر اس کا دل مال کی محبت میں گرفتار رہے تو اس کے لئے نیکی کا ہر کام دشوار بن جاتا ہے۔ قرآن کریم نے ایک مقام پر یہ حقیقت اس طرح سمجھائی ہے فاما من اعطی و اتقی ○ و صدق بالحسنٰی ○ فسنیسرہ للیسری ○ و اما من بخل و استغنٰی ○ و کذب بالحسنٰی ○ فسنیسرہ للعسریٰ ○ (سورۃ الیل : ۵۔۱۰)

تو جس نے (اللہ کی راہ میں) مال دیا اور (اللہ کی نافرمانی سے) پرہیز کیا' بھلائی کو سچ مانا اس کو ہم آسان راستے کی سہولت دیں گے اور جس نے بخل کیا اور (اپنے اللہ سے) بے نیازی برتی اور بھلائی کو جھٹلایا' اس کو ہم سخت راستے پر ڈال دیں گے۔

●●

رانا عمران خان

قادیانی ؛ زوالِ پاکستان کے ذمہ دار

پاکستان...... برصغیر پاک و ہند کے کروڑوں مسلمانوں کی آرزو' ایک نظریاتی مملکت' علامہ اقبال کا خواب' قائد اعظم کی قیادت کا جیتا جاگتا نشان' ان گنت مسلمانوں کی جانوں اور باعفت خواتین کی عزتوں کا نذرانہ دے کر حاصل کیا گیا ملک عزیز چوبیس سال گزرنے کے بعد ہی دو لخت ہو گیا اور باقی ماندہ خطہ اپنی عمر کے پچاس سال پورے کرنے سے پہلے ہی رو بہ زوال ہے۔ یہ پاک سرزمین تقاضا کرتی ہے ان عوامل کے سدباب کا جن کی وجہ سے دنیا کی یہ سب سے بڑی مملکت اس حال کو پہنچی اور ان عناصر کے استیصال کا جو کہ اس زوال کا سبب بنے۔ اگر اب بھی ہم نے اپنی غلطیوں کا احساس کرتے ہوئے ان کا سدباب نہ کیا اور عیش و مستی میں پڑے رہے تو بقول شاعر ؎

تمہاری داستاں بھی نہ ہوگی داستانوں میں

بدقسمتی سے پاکستان کے بننے سے پہلے ہی اس کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بنے جانے لگے تھے۔ انگریزوں کے قائم کردہ نام نہاد باؤنڈری کمیشن نے اس مملکت کی سرحدوں کا وہ حال کیا کہ آج ان کی حفاظت ایک بہت بڑا مسئلہ بن کر رہ گیا ہے۔ ریڈکلف پالیسی کے تحت مسلم اکثریتی علاقوں کو ہندوستان میں شامل کروا دیا گیا جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ مسئلہ کشمیر پاکستان کو خونی تحفہ کی صورت میں ملا' جس کی تمام تر ذمہ داری قادیانیوں پر عائد ہوتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ظفر اللہ خان قادیانی کے بھائی نے قادیانیوں کی طرف سے باؤنڈری کمیشن کے سامنے پیش ہو کر اپنی جماعت (جماعت احمدیہ) کا موقف پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں لہٰذا ہمیں مسلمانوں سے الگ غیر مسلم اقلیت شمار کیا جائے۔ اس قادیانی موقف کے بعد ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کی واضح اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر کے ہندوستان کے حوالے کر دیا۔ اس طرح ہندوستان کو کشمیر پر قبضہ کرنے کا زمینی راستہ مہیا کر دیا گیا۔ نتیجہ آج دنیا کے سامنے ہے کہ کشمیر جنت نظیر ہندوستان کے پنجہ استبداد میں جکڑا ہوا ہے۔ آج کشمیر میں بہنے والا لہو پکار رہا ہے کہ قادیانیو! ایک نہ ایک دن تمہیں اس سازش کا حساب دینا ہی ہوگا۔ آخر کار مسائل میں گھرا ہوا پاکستان وجود میں آیا اور دنیا کے نقشے پر اس کا ظہور اس طرح ہوا کہ ایک حصہ مشرق میں تھا اور دوسرا مغرب میں۔ جبکہ ان دونوں حصوں کے درمیان تقریباً ایک ہزار میل کا طویل فاصلہ رکھا گیا۔ اور وہ فاصلہ بھی دشمن ملک کے علاقے پر مشتمل تھا۔

پاکستان بننے کے بعد حکومت نے وزارت خارجہ کے اہم منصب پر ظفر اللہ خان جیسے متعصب قادیانی اور سازشی شخص کو مسلط کر دیا۔ ظفر اللہ قادیانی نے اس منصب سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے وزارت خارجہ اور بیرون ملک سفارت خانوں میں دھڑا دھڑ قادیانی افراد کی بھرتی شروع کر دی۔ وزیر خارجہ کی حیثیت سے اس نے جو کردار ادا کیا اور غلط پالیسی اپنائی اسی کا نتیجہ ہے کہ آج عالمی سطح پر پاکستان بالکل تنہا نظر آتا ہے۔ غیر مسلم حکومتیں تو ایک طرف مسلم ممالک بھی پاکستان کی حمایت کرتے ہوئے جھجکتے ہیں اور مسئلہ کشمیر جیسے خالصتاً" اسلامی اور انسانی حقوق کے مسئلہ پر ہندوستان کی مخالفت کو تیار نہیں ہوتے۔ پاکستان کے وجود کے خلاف قادیانیوں کی سازشیں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے تقسیم ہند سے قبل اکھنڈ بھارت کے حق میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ۔

"ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں۔"

(روزنامہ الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

یہ بیان محض بیان بازی کی حد تک ہی نہیں تھا بلکہ بعد میں پیش آنے والے واقعات اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ قادیانیوں نے اپنے خلیفہ کے بیان کردہ نام نہاد الہام پر عملدرآمد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

بلوچستان رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا اور آبادی کے لحاظ سے سب سے چھوٹا صوبہ ہے۔ قادیانیوں کی اس صوبے پر رال ٹپکنے لگی اور انہوں نے منصوبہ بنایا کہ بلوچستان پر قبضہ کر کے اس کو قادیانی اسٹیٹ میں تبدیل کر دیا جائے تاکہ دنیا کو دکھایا جا سکے کہ ہمارا بھی ایک صوبہ ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ نے اپنے بیان میں اس سازشی عزم کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ۔

"بلوچستان کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو تو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبہ کو بہت جلد احمدی بنایا جا سکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنا لیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے۔ پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنا لو تاکہ تاریخ میں آپ کا نام رہے۔"

(مرزا بشیر الدین محمود احمد کا بیان مندرجہ روزنامہ الفضل ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء)

مسلمانان پاکستان نے قادیانیوں کے اس وار کو ناکارہ بنا دیا اور یوں ایمانی قوت سے قادیانیوں کا یہ منصوبہ خاک میں مل گیا۔ واضح اور کھلے ثبوتوں کے باوجود پاکستان میں قائم ہونے والی ہر حکومت نے قادیانیوں کی ایسی سازشوں سے چشم پوشی کا سلسلہ جاری رکھا اور آخر کار "سقوط ڈھاکہ" کی صورت میں اس کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی۔ اس سلسلے میں محض خارجی طاقتوں کو مورد الزام ٹھہرانا حقائق سے نظریں چرانے کے مترادف ہوگا۔ اس چمن کو برباد کرنے میں اس کے مالیوں کا بھی اتنا ہی حصہ ہے جتنا کہ صیاد کا۔ پاکستان کی ہر حکومت نے اسلام اور اسلامی نظام کے عملی نفاذ سے پہلو تہی کی روش کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہ وطن عزیز جس کو اسلام کے نام پر اور ہر شعبہ زندگی میں اسلامی تعلیمات کے نفاذ کے وعدہ پر حاصل کیا گیا تھا محض نام کا "اسلامی جمہوریہ پاکستان" ہی رہا۔ اس طویل عرصہ میں چند قوانین کو اسلام کے مطابق بنایا گیا اور وہ بھی اس طرح کہ ہر قانون بنوانے کے لئے سینکڑوں جانوں کے خون کا خراج پیش کرنا پڑا۔ مگر ابھی تک ان قوانین کے عملاً نفاذ سے گریز کا راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے دستور میں اسلامی حیثیت کے تعین کا مسئلہ ہوا یا تاجدار مدینہ' خاتم النبیین ﷺ کی عزت و ناموس کے دشمنوں کے انسداد کا معاملہ ہوا' مسلمانوں کو جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان عمل میں آنا پڑا۔ آفرین ہے شمع نبوت کے پروانوں پر' جنہوں نے ہر مرحلہ پر اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ اسلامی قوانین انہیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہیں مگر ہمارے حکمرانوں پر افسوس صد افسوس کہ وہ کبھی قانون شہادت میں عورت کی آدھی گواہی پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور کبھی اسلام کی مقرر کردہ سزاؤں کو انسانی حقوق کے منافی ہونے کا راگ الاپتے نظر آتے ہیں۔ حتیٰ کہ نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ قرآن کریم کی نص صریح سے بغاوت کرتے ہوئے سود کے خلاف اسلامی شرعی عدالت کے فیصلے کو منسوخ کرانے کے لئے سپریم کورٹ میں اپیل کرنے پہنچ جاتے ہیں۔

اس ملک میں سربراہ مملکت یا حکومت' اور بانی پاکستان کی عزت کی حفاظت کے لئے قانون بھی ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے پر سزاؤں پر عملدرآمد بھی کیا جاتا ہے مگر سرور کائنات' آقائے نامدار' محبوب خدا' رحمۃ للعالمین' خیر البشر' خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ اور عقیدۂ ختم نبوت کے باغیوں کے خلاف اقدام کے لئے مظاہرے کرنے پڑتے ہیں' سینوں پر گولیاں کھانی پڑتی ہیں' شاہراہوں اور گلیوں کو خون مسلم سے رنگین کرنا پڑتا ہے' قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا تو ایک طرف پھانسی تک کی سزائیں سہنی پڑتی ہیں۔ ختم نبوت کے پروانوں کو آج بھی ۱۹۵۳ء کا وہ خونیں سال یاد ہے جس میں اقتدار کے نشے میں بدمست حکمرانوں نے تحریک ختم نبوت کو دبانے کے لئے انتہائی اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے'

مگر شاید وہ بھول گئے تھے کہ اسلام تو کسی شخص کو مسلمان ہی تب تسلیم کرتا ہے جب وہ اپنی جان اور اس سے وابستہ ہر چیز کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے تابع کردے۔ اس جذبے سے سرشار مسلمان اپنے اسلام کا ثبوت دے رہے تھے اور حکمران اس دھوکے کا شکار رہے کہ انہوں نے تحریک کو کچل ڈالا ہے۔ مگر حقیقت میں ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت آغاز تھی اس شعلہ جوالا کی جس نے ہمیشہ کے لئے قادیانی مرتدوں کی راتوں کی نیندیں اور دن کا چین و سکون جلا کر خاکستر کردیا۔ گویا ۷۴ء کی کامیاب تحریک نے ثابت کردیا کہ ۵۳ء کی تحریک ناکام نہیں ہوئی تھی بلکہ کامیابی کی راہوں کا نشان تھی جس پر چل کر آخر کار سو سالہ جدوجہد اپنے منطقی انجام کو پہنچی اور اسلام کے باغیوں (قادیانیوں) کو آئینی و قانونی طور پر غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

قادیانیوں نے اس شکست کے بعد اپنی سازشوں کا دائرہ کار بڑھا کر اس میں مزید اضافہ کردیا۔ اب ان کا مقصد وحید یہ نظر آتا ہے کہ پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے امت مسلمہ پر اپنے ارتداد کا کھاؤ لگایا جائے۔ آج پاکستان کے ہر شعبے میں اعلیٰ عہدوں پر قادیانی فائز ہیں اور ہر محکمے میں پھیلتی ہوئی بد عنوانی و بدامنی میں اپنا پورا پورا کردار ادا کررہے ہیں۔ قادیانیوں کی ملک دشمنی کھلی کتاب کی طرح ہے۔ اس کے باوجود انہیں ہر محکمہ کے اعلیٰ عہدوں پر فائز کئے چلے جانا سمجھ سے بالا تر ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی اپنے پیروکاروں کے لئے انگریزوں کی وفاداری اور اطاعت کو ان کے ایمان کا جزو بتاتا ہے اور اس کی جھوٹی نبوت کا بنیادی مقصد اسلامی جہاد کو حرام قرار دینا اس کی کتابوں میں علی الاعلان لکھا ہوا موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔"

(روحانی خزائن ص۱۵۵ ج۱۵ مطبوعہ لندن)

مزید ملاحظہ فرمایئے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(مجموعہ اشتہارات ص۲۹۷ ج۳ مطبوعہ لندن)

"اور میرا گروہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا ہے جو برٹش انڈیا میں سب سے اول درجہ پر جوش اطاعت دل میں رکھتے ہیں جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔"

(روحانی خزائن ص۳۴۳ ج۱۵ مطبوعہ لندن)

ان تمام حقائق کی روشنی میں فوج کی اعلیٰ قیادت کا فرض ہے کہ وہ اپنے طور پر فوج میں قادیانیوں کی بھرتی پر پابندی عائد کرے۔ یہ موجودہ قیادت کی دینی ذمہ داری بھی ہے اور ملی بھی۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ارباب اختیار قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جوابدہ ہوں گے۔

زیورخ میں ایک قادیانی کو
معاشی امور اور ٹریڈ سینٹر کا انچارج مقرر کردیا گیا

ڈاکٹر محمد اسلم زیورخ

ڈاکٹر محمد اسلم کا ذکر سوئٹزر لینڈ کے سفر نامہ میں قارئین سے کرچکا ہوں' وہ زیورخ میں میرے میزبان تھے' ۱۸ر اکتوبر کو موصول ہونے والا ان کا ایک فیکس ملاحظہ فرمایئے: جس میں اہم معلومات فراہم کی گئی ہیں جو پاکستان میں بیرونی سرمایہ کاری کے موجودہ و زیر عمل منصوبوں سے گہرا تعلق رکھتی ہیں (محمد صلاح الدین مدیر تکبیر)

چند روز پیشتر پتہ چلا کہ زیورخ میں ایک قادیانی حکیم خاں کو حکومت پاکستان نے اعزازی قونصلیٹ برائے اکنامکس اور انچارج ٹریڈ سینٹر مقرر کیا ہے۔ میں نے پاکستانی سفارت خانے سے بھی تصدیق کی ہے۔ حکیم خاں عرصہ ۲۳ سال سے یہاں مقیم ہیں۔ ہوٹلوں کے مالک ہیں۔ وزیر اعظم بے نظیر صاحبہ جب دورہ سوئٹزر لینڈ پر زیورخ تشریف لائیں تو انہیں شرف ملاقات بھی بخشا اور وفد کی چیدہ ارکان کو موصوف کے ہوٹل میں عشائیہ بھی دیا گیا۔ جناب حامد ناصر چٹھہ صاحب نے بھی موصوف سے کافی لمبا چوڑا انٹرویو کیا تھا۔ بعد میں جناب چٹھہ صاحب اور موصوف کے درمیان کافی مضبوط تعلقات استوار ہوئے۔ اس اعزازی قونصل لیت صاحب نے حسب استعداد بعض ارکان وفد کو بان ہف سٹراسے (BOHNOF STRASSE) میں شاپنگ بھی کروائی۔ یاد رہے کہ سوئٹزر لینڈ کے اس بڑے شہر میں قادیانی بڑے سرگرم ہیں اور مقامی یہودیوں سے ان کا گہرا رابطہ ہے۔ پاکستان سے آنے والے کافی قادیانی یہاں سیاسی پناہ پر مقیم ہیں۔ یہاں صرف قادیانی گروہ نے مسجد سے ملتی جلتی ایک عبادت گاہ بنا رکھی ہے۔ ہر نیا آنے والا مسلمان اس سے دھوکا کھا جاتا ہے۔ حالانکہ باقی مساجد میں کسی کو مینار بنانے کی اجازت نہیں۔ اسلامک سینٹر جو کہ زیورخ کی سب سے بڑی مسجد ہے اسے بھی مینار بنانے کی اجازت نہیں ملی تھی۔ یہ سب کاوشیں ظفر اللہ خاں سابق وزیر خارجہ پاکستان نے کی تھیں جو طویل عرصہ بین الاقوامی عدالت انصاف کے جج بھی رہے۔ زیورخ میں کسی قادیانی کو ٹریڈ سینٹر برائے پاکستان کا سربراہ مقرر کرنا' اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ موجودہ حکومت قادیانیوں کے لئے نرم گوشہ رکھتی ہے۔ اس پہلو پر مولانا فضل الرحمٰن غور فرمائیں۔ اس سینٹر کی وساطت سے پاکستان میں ہونے والی یہودی بینکوں کی تمام سرمایہ کاری کنٹرول کی جائے گی اور پھر وقتاً "فوقتاً" موجودہ اور آنے والی حکومتوں کو ڈرا دھمکا کر من مانے فیصلے حاصل کئے جائیں گے۔ یاد رہے کہ سوئس بینکوں میں خاصی تعداد میں تیسری دنیا کے سربراہان مملکت کا سرمایہ پڑا ہے۔ کچھ سربراہان اللہ تعالیٰ کے پاس جاچکے ہیں۔ ان کے سرمایہ کو حاصل کرنے کے لئے مختلف پارٹیاں سرگرم عمل ہیں۔ ان تمام سربراہان کا سرمایہ سرٹیفکیٹ کی صورتوں میں جمع ہوتا ہے اور یہ سرٹیفکیٹ بعض اوقات ورثاء سے سستے داموں خرید لئے جاتے ہیں۔ ورثاء کے پاس عیاشی کے لئے جب پیسے کم پڑتے ہیں تو وہ اس سرمائے کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ قانونی پیچیدگیاں آڑے آتی ہیں حکومت اس کو بحق سرکار ضبط کرنے کے چکر میں ہوتی ہے۔ اور چالاک سرمایہ کار خصوصاً" یہودی اور ان کے ایجنٹ قادیانی اس چکر میں ہوتے ہیں کہ اس سرٹیفکیٹ کی ملکیت حاصل کی جائے ورثاء کم فیصد پر یہ سرٹیفکیٹ بیچ دیتے ہیں اور پھر انہیں حاصل کرنے والا شخص سرمایہ کار بنک کے عملہ سے مل جل کر پیسے حاصل کرلیتا ہے۔ بڑے سرمایہ کاروں میں یہاں جنرل نوریگا کا ۴۹ بلین ڈالر کا سرٹیفکیٹ فروری اور مارچ میں گشت کرتا رہا ہے۔ سرمایہ کاروں نے اس کی قیمت ۲۰ سے ۲۵ فیصد تک لگائی تھی۔ یہ قیمت ورثاء کو نقد ادا کرنی تھی اس سلسلے میں پاکستان میں کالا دھن رکھنے والوں نے بھی خاصی دلچسپی دکھائی اور ان ہی پاکستان وفد میں آئے ہوئے ایک رکن تو خاصے سرگرم بھی رہے حالانکہ انہوں نے قیمت ۳۰ فیصد لگائی تھی مگر مطلوبہ سرمایہ پورا نہ ہوپایا۔ اس کے لئے کئی بینکوں سے بھی رجوع کیا گیا مگر بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔ اس چھوٹی سی مثال سے آپ سمجھ جائیں گے کہ یہاں کیا ہورہا ہے۔ بینکاروں اور سرمایہ کاروں کے اس شہر میں اول تو ٹریڈ سینٹر کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر ہے تو پھر کسی محب وطن مسلمان پاکستانی کو مقرر کیا جانا چاہئے تھا۔ کیا ایک غیر مسلم کا تقرر ان خدمات کا صلہ ہے جن ایام میں وزیر اعظم اپنے ۶۰ رکنی وفد کے ساتھ یہاں آئی تھیں ان میں سے چیدہ ارکان نے اپنے قیام کا خاصا وقت حکیم خاں قادیانی کے ہوٹلوں میں گزارا تھا۔ (بشکریہ تکبیر)

اللہ کے لئے محبت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"پاس نہ بیٹھ مگر مومن کے۔ تیرا کھانا کوئی نہ کھائے مگر متقی۔"

مولانا حافظ عبدالستار واحدی صاحب

عالم اسلام خصوصاً پاکستان میں قادیانیت کے پنپنے کا کوئی امکان نہیں

اس ساری کائنات کا مالک اور خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کائنات کے ذرے ذرے میں اسی کا تصرف ہے وہ اکیلا اور وحدہ لا شریک ہے۔ زمین و آسمان کو وجود دے کر چاند ستاروں اور سورج سے مزین کر کے گل و گلزار سے اس کرۂ ارضی کو رونق بخشی۔ اس میں انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیج دیا تاکہ یہ اللہ کے حکم پر خود بھی چلے اور زمین میں نظام کو اس کے حکموں کے مطابق چلائے اور دین اسلام کی صورت میں اپنے احکامات اس کو عطا فرمائے اور ہر انسان کی دنیا و آخرت کی کامیابی اپنے دین میں رکھ دی اور اپنے انبیاء کرام اور رسولوں کے ذریعے یہ دین لوگوں تک پہنچا دیا اور انبیاء کرام کا سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع کر کے حضرت محمد ﷺ پر تمام فرما دیا۔

نبی اور رسول کس کو کہتے ہیں؟

نبی اور رسول اللہ کے بندے اور انسان ہوتے' اللہ تعالیٰ انہیں اپنے بندوں تک احکامات پہنچانے کے لئے مقرر فرماتا' وہ سچے ہوتے' کبھی جھوٹ نہ بولتے' گناہوں سے پاک ہوتے' اللہ کے حکم سے معجزے دکھاتے۔ باری تعالیٰ کے پیغامات پورے پورے پہنچا دیتے اور ان میں کمی بیشی نہ کرتے' اور نہ کسی پیغام کو چھپاتے' کوئی شخص اپنی کوشش کی عبادت اور صلاحیت سے نبی نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے یہ مقام اور رتبہ عطا فرماتا تھا۔

انبیاء اور رسول دنیا میں کیوں بھیجے گئے؟

قاعدہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کی مرضی کو اس وقت تک نہیں جان سکتا جب تک وہ خود نہ بتائے یا اس کا طریقہ یا عادت اور مزاج معلوم نہ ہو۔ انسان پر واجب ہے کہ وہ اللہ کی مرضی کے تابع رہے کیونکہ وہ اللہ کا بندہ ہے۔ اللہ نے اس کو پیدا کیا۔ ہوش و حواس دیئے۔ وہی اس کو رزق دیتا ہے۔ وہی اس کی تمام ضرورتیں پوری کرتا ہے لیکن انسان کی عقل اتنی نہیں کہ وہ اللہ کی مرضی کو معلوم کر سکے۔ نہ اس کی آنکھوں میں اتنی طاقت کہ اللہ کے نور کو دیکھ سکے اور اس کے جلال والے نور (تجلی) کو برداشت کر سکے۔ نہ ہی اس کے کانوں میں اتنی طاقت کہ اللہ کی سنسنا دینے والی پرہیبت آواز سن سکے اور اس کا وہ کلام سمجھ سکے جو تمام انسانی بندشوں سے اعلیٰ اور بالا ہے۔ انسانی عقل کی کوتاہی کا یہ حال ہے کہ کبھی وہ بری چیز کو اچھی سمجھ کر سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہے اور کبھی شیطانی کاموں میں دل لگا کر برباد ہونے لگتا ہے اور بڑھتے بڑھتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام عالم میں ظلم اور بدکاری پھیل جاتی ہے۔ اللہ کی تعلیم بھلا دی جاتی ہے۔ ظلم اور فساد کی اندھیری سب طرف سے گھیر لیتی ہے اور آدم کی اولاد تباہ و برباد ہونے لگتی ہے تو اللہ کی رحمت ان کی امداد فرماتی ہے اور کسی ایسے شخص کو پیدا کرتی جس کو لڑکپن ہی سے گناہوں کے جھمگٹوں سے بچایا جائے۔ اس کے دامن کو گناہ کی تمام ملاوٹوں سے پاک رکھا جائے اور رفتہ رفتہ اس کو اتنی قوت دے دی جائے کہ وہ خدا کے احکام کو سمجھ سکے اور لوگوں تک پہنچا سکے تاکہ اللہ کی مخلوق اللہ کے عذاب سے بچ جائے اور دین و دنیا کی بھلائی حاصل کر سکے۔

اسلام دین کامل اور آخری ذریعہ نجات ہے

اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

ترجمہ۔ "آج کے دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور پوری کی اوپر تمہارے نعمت اپنی۔ اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام کو دین۔" (المائدہ : ۳)

دین کہتے ہیں اس نظام حیات کو کہ جس پر چل کر انسان اللہ کی رضا اور ہمیشہ کی کامیابی جنت حاصل کر سکتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

ترجمہ۔ "تحقیق دین نزدیک اللہ کے اسلام ہے۔"

(آل عمران : ۱۹)

تیسری جگہ ارشاد ہے۔

ترجمہ۔ "اور جو کوئی چاہے سوائے اسلام کے دین۔ پس ہرگز نہ قبول کیا جائے گا اس سے' اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔" (آل عمران : ۸۵)

ان آیات سے صاف طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام ہی قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لئے ذریعہ ہدایت ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انسان سے اسلام ہی کا مطالبہ کریں گے۔ اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب بارگاہ رب العزت میں پیش کرے گا وہ مردود ہو گا۔ لہٰذا دین اسلام اللہ کی طرف سے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے آخری ذریعہ نجات ہے۔ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی کتابوں میں قرآن شریف آخری کتاب ہے اور جس نبی پر یہ قرآن نازل ہوا یعنی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار مدینہ آمنہ کے لعل اور عبداللہ کے لخت جگر ﷺ اللہ کے آخری رسول اور آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری امت ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ کی امت کے بعد قیامت تک کوئی امت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے۔

حضرت محمد ﷺ سارے جہاں کے لوگوں کی طرف نبی ہیں

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

ترجمہ۔ "اور آپ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے جہان کے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے والا۔"

(السباء : ۲۸)

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

ترجمہ۔ "آپ فرما دیں اے انسانو میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔" (الاعراف : ۱۵۸)

ان آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ سارے انسانوں کی طرف اللہ کے آخری نبی ہیں۔ چنانچہ دوسری آیات میں اس بات کو بھی اللہ نے واضح فرما دیا ہے' آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں

اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

ترجمہ۔ "محمد (ﷺ) باپ نہیں کسی کے تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہیں اللہ کے اور ختم کرنے والے نبیوں کے اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا۔"

(الاحزاب : ۴۰)

اس آیت کے علاوہ بے شمار آیتیں اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں اور اس بات کو خود آپ ﷺ نے اپنی بے شمار حدیثوں میں اچھی طرح صاف صاف بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

۱۔ ترجمہ۔ "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک میری امت کے بہت سارے قبیلے مشرکین سے نہ مل جائیں اور جب تک بتوں کو نہ پوجنے لگیں اور میری امت میں عنقریب تیس کذاب ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(ترمذی شریف ص۴۵ ج۲ حدیث ۸۶ کتاب الفتن۔ ابوداؤد شریف پارہ ۲۹ ج ۳۔ حدیث ۸۴۹ کتاب الفتن۔ مشکوٰۃ شریف ج ۲ حدیث ۵۴۴۳ کتاب الفتن)

۲۔ ترجمہ۔ "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے نہ

نبی ہے۔" (ترمذی شریف ج۲ حدیث ۳۹ کتاب الرؤیا باب ذہاب النبوۃ)

۳۔ ترجمہ۔ "حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔" (ترمذی شریف ج۲ حدیث ۱۵۴۳ کتاب المناقب)

۴۔ ترجمہ۔ "حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" (بخاری شریف ج پارہ ۱۴ حدیث ۸۹۵ کتاب فضائل الصحابہ۔ صحیح مسلم شریف ج۲ حدیث ۱۷۱ کتاب فضائل الصحابہ)

ان کے علاوہ بے شمار احادیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنے آخری نبی ہونے اور آپ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ بند ہونے کا اعلان فرمایا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ میرے بعد جھوٹے نبی پیدا ہوں گے جو امت کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے ختم نبوت کے بند دروازے کو اپنے دجل اور فریب کے ذریعے کھولنے کی کوشش کریں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے خاتم النبیین کی تعبیر اور تشریح میں گڑبڑ کرکے اپنی جھوٹی نبوت کے لئے راہ ہموار کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب الاقتصاد میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین (الآیۃ) نص صریح محکم ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور یہی احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اسی پر سلف اور خلف تمام امت کا اجماع قطعی ہے اور ہوشیار رہو کر بعض دجالوں نے یہ عقیدہ پھیلایا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد اولوالعزم رسول نہیں ہوگا اور خالی ظلی نبی ہو سکتا ہے۔ امام غزالیؒ نے فرمایا یہ شخص کافر ہے جس نے قرآن و حدیث اجماع امت کے خلاف مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہا اور اس نے جو بات کہی محض جھوٹ ہے۔

قارئین کرام! یہ تو تھے ختم نبوت کے دلائل قرآن و حدیث کی روشنی میں۔ اب آیئے مسئلہ قادیانیت کی طرف۔

قادیانی مسئلہ

ختم نبوت کا مسئلہ مسلمانوں کے لئے انتہائی اہم اور بنیادی نوعیت کا حامل ہے اسے ان کے لئے زندگی اور موت کا معاملہ کہا جائے تو اس میں ذرہ برابر بھی مبالغہ نہ ہوگا۔ یہی بنیاد ہے جس پر اسلامی معاشرے کی عظیم الشان عمارت اٹھائی جاتی ہے اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حکمرانی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوتا ہے۔ ہر مسلمانوں کے نزدیک ہر معاملے میں قائل اتھارٹی اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ کے احکامات کی تشریح و تعبیر کی قائل اتھارٹی محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ رسول خدا ﷺ کے بعد کسی اور کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دین مبین میں کوئی ترمیم 'تنسیخ' اضافے یا کمی کی خبر دے سکے۔ مسلمانوں میں بے شمار فرقے اور گروہ موجود ہیں لیکن ان کے درمیان اختلافات کی یہ نوعیت نہیں کہ ہر ایک اپنا الگ الگ پیشوا رکھتا ہے' جسے رسالت کے اختیارات میں سے کوئی اختیار حاصل ہے' سب اس امر پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے احکامات آخری اور حتمی ہیں۔ ان میں جو کچھ اختلاف بھی ہے وہ ان کو سمجھنے اور ان کے معانی اخذ کرنے تک ہے۔ ان کی نوعیت یہی ہے جو تعزیرات پاکستان کی کسی دفعہ کی تشریح اور تعبیر کی حد تک مختلف وکلاء یا جج صاحبان میں ہوتی ہے لیکن قادیانیوں کے نام سے جس گروہ نے انگریزی دور میں برصغیر میں کام کا آغاز کیا۔ اس نے اپنا ایک نبی بنالیا۔ ختم نبوت کے عقیدے کی وضاحت اس طرح کی کہ اس میں ختم نبوت کے علاوہ سب کچھ داخل کر دیا۔ اس نبی کے خیالات اور ارشادات مستقل طور پر ماخذ قانون قرار پائے اور اس نے دین میں ردوبدل کے اختیارات حاصل کر لئے۔ اس صورت حال کو مسلمانوں نے چودہ سو سال میں کبھی برداشت نہ کیا تھا ہماری تاریخ کا ایک ایک دن گواہ ہے کہ ملت اسلامیہ نے کسی شخص کے دعویٰ نبوت کو تسلیم نہیں کیا اور رسول اللہ ﷺ کے بعد ہر ایسے داعی کو اتفاق رائے سے کاذب قرار دیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے بقول نبوت کے کسی دعویدار سے ثبوت طلب کرنا بھی خلاف اسلام ہے۔ جب نبی آ ہی نہیں سکتا' نبوت کا اعلان ہی کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے کافی ہے تو پھر کسی دوسرے ثبوت کو طلب کرنے کی کیا حاجت اور کیا ضرورت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمانان ہند و پاک نے مرزائیت کے خلاف اپنے مسلکی اختلافات کو بھلا کر (بریلوی و دیوبندی' اہل حدیث نے) زبردست جہاد کیا اور متحدہ محاذ قائم کرکے مرزائیوں قادیانیوں کو قانوناً" کافر قرار دلوایا اور اسمبلی سے ان کو کافر اقلیت تسلیم کروایا۔ اس سے پہلے کہ میں آپ کے سامنے اکابرین اسلام اور عوام الناس کی طرف سے رد قادیانیت کے سلسلے میں دی گئی قربانیوں کا ذکر کروں ضروری سمجھتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت اور دیگر دعووں کی تفصیل عرض کروں تاکہ مرزائیت کو سمجھنے میں ہر مسلمان کو آسانی ہو اور مرزائیت و قادیانیت کے دجل و فریب سے بچ کر اپنے ایمان کی حفاظت کر سکے۔

مرزا قادیانی کی طرف سے محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۴ روحانی خزائن ص ۲۰۷ ج ۱۸ مطبوعہ ربوہ)

قارئین کرام ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ کس قدر ڈھٹائی سے اپنے رسول اللہ ہونے بلکہ محمد رسول اللہ ہونے کا نعوذ باللہ دعویٰ کیا ہے۔ بلکہ یہی نہیں مرزا نے اپنے وجود کو محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود قرار دیا ہے (دیکھئے خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱ روحانی خزائن ص ۲۵۸ ج ۱۶) مرزا نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام کمالات اسے یعنی مرزا قادیانی کو منتقل ہو گئے ہیں (ملاحظہ ہو ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰ روحانی خزائن ص ۲۱۲ ج ۱۸) مرزا قادیانی نے خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے۔

"میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰ روحانی خزائن ص ۲۱۲ ج ۱۸)

مرزا نے افضل الرسل' فخر الاولین والآخرین' سرکار مدینہ ﷺ سے شان میں بڑا ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور نعوذ باللہ نبی علیہ السلام کو ہلال یعنی پہلی رات کے چاند کہ جس میں روشنی کم ہوتی ہے اور اپنے آپ کو بدر یعنی چودھویں کے چاند کی تشبیہہ دے کر آپ ﷺ کی گستاخی کا مرتکب ہوا اور مزید برآں اپنے زمانے کو نبی ﷺ کے زمانے کے مقابلے میں فتح مبین قرار دیا اور اپنے زمانے کو روحانی کمالات کی انتہا اور نعوذ باللہ نبی ﷺ کے زمانے کو روحانی کمالات کی ابتداء قرار دیا۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷)

یہ دعویٰ کیا کہ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر تھا لہٰذا یہ بھی کہا کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کا کلمہ تو پڑھتا ہے مگر وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا وہ کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے (کلمتہ الفصل ص ۱۱۰ مرزا بشیر احمد ایم اے)۔ چنانچہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں محمد رسول سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ اس لئے نبوت محمدیہ نعوذ باللہ منسوخ ہے۔ اب جو شخص نجات چاہتا ہے وہ مرزا قادیانی کی پیروی کرے (اربعین نمبر ۴ ص ۷ روحانی خزائن ص ۴۳۵ حاشیہ ج ۱۷) یہی وجہ ہے کہ مرزا نے دین اسلام کو مردہ اسلام' لعنتی' قابل نفرت اور شیطانی دین کہا (روحانی خزائن ص ۳۰۶ ج ۲۱)

قارئین کرام یہ ہے قادیانی مذہب کی حقیقت کہ اگر مرزا قادیانی کو نبی مانو تو ٹھیک ورنہ مذہب اسلام کو مردہ 'لعنتی' شیطانی اور قابل نفرت کی گالی دی جائے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت کا انکار بھی کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو عقل اور ایمان سے محروم نہ فرمائیں (آمین)۔

صرف یہی نہیں کہ مرزا قادیانی نے نبی پاک ﷺ ہے اور اسلام کے بارے میں گستاخیاں کی ہیں۔ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے

بارے میں گستاخانہ جملے بولے کہ ان کو ذکر کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ صحابہ کرامؓ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نہایت شرمناک اور گھٹیا قسم کی باتیں کی ہیں۔ جن کو سننے کی تاب لانا مسلمانوں کے بس کی بات نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے علماء اور عوام الناس نے اس کو للکارا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے جب مرزا کی گستاخیاں سنیں تو آپ سے برداشت نہ ہو سکا اور مرزا کو کہا کہ آؤ میرے ساتھ مناظرہ کرو اور دو روحانی چیلنج دیئے۔ ایک یہ کہ کاغذ پر قلم چھوڑ دو۔ سچا قلم خود بخود چلے گا اور تفسیر قرآن لکھ دے گا اور دوسرا یہ کہ حسب وعدہ شاہی مسجد میں آؤ ہم دونوں اس کے مینار پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں جو سچا ہو گا بچ جائے گا جو کذاب ہو گا مر جائے گا۔ مرزا نے جواب میں ایسی چپ سادھی گویا دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ (تحریک ختم نبوت ص ۵۲)

مشائخ عظام میں صاحبزادہ محی الدین گولڑویؒ حضرت مولانا علامہ ابو الحسنات محمد احمد قادریؒ پیران تونسہ شریف خواجہ اللہ بخش تونسوی' خواجہ نظام الدین تونسوی' پیر خواجہ ضیاء الدین سیالوی' خواجہ قمرالدین سیالوی' حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب' محدث علی پوری وغیرہ حضرات نے رد قادیانیت میں بھرپور کام کیا۔

علماء دیوبند میں سے بے شمار علماء کرام نے رد قادیانیت کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور جب تک اس فتنہ کی بیخ کنی نہیں ہو گئی چین سے نہیں بیٹھے۔ چنانچہ ان اکابر علماء کرام میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ مولانا محمد علی مونگیریؒ مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ مولانا اشرف علی تھانویؒ شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مولانا ... علی جالندھریؒ مولانا لال حسین اخترؒ مولانا محمد یوسف بنوریؒ مولانا احمد علی لاہوریؒ مولانا مفتی محمودؒ مولانا تاج محمودؒ وغیرہ بے شمار حضرات شامل ہیں۔

علماء بریلی میں مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا عبدالستار خاں نیازی اور دیگر علماء کرام نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے زبردست کام کیا۔ ان کے علاوہ مولانا ظفر علی خان' علامہ اقبال' آغا شورش کاشمیری وغیرہ حضرات نے قادیانیت کے سلسلہ میں خوب خوب کام کیا۔

اہل حدیث علماء کرام میں حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمتہ اللہ علیہ' علامہ احسان الٰہی ظہیر' حضرت مولانا عبدالرحمٰن سلفی مدظلہ نے رد قادیانیت کے سلسلہ میں اپنے مکتبہ فکر کی بھرپور نمائندگی کی۔ عام مسلمانوں نے بھی اپنے علماء کرام کے ساتھ شانہ بشانہ ہر قسم کی قربانی دی۔ چنانچہ جب ۱۹۲۷ء میں مہاشے راجپال نے رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو پورے ہندوستان کے مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ پورا ہندوستان ایک شعلہ جوالہ کی طرح بھڑک اٹھا۔ عدالت عالیہ کے جسٹس دلیپ سنگھ نے مہاشے راجپال کو رہا کر دیا تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بڑے احتجاجی جلسہ سے زبردست تقریر کی جس پر ایک مسلمان نوجوان ایک ترکھان لوہار کا بیٹا اٹھا اور جا کر راجپال کا کام تمام کر دیا۔

ضلع سکھر کے حاجی غلام مصطفیٰ مانک صاحب کے پاس ایک قادیانی عبدالحق نامی آیا۔ اس نے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا۔ حاجی صاحب کو طیش آ گیا۔ چھری لی۔ وار کیا اور اس کا کام تمام کیا۔ اس بدبخت کی زبان کاٹی۔ حاجی صاحب قادیانی کی زبان کے ٹکڑے کرتے جاتے تھے اور کہے جاتے تھے کہ بدبخت اس زبان سے تو نے میرے آقا ﷺ کی توہین کا ارتکاب کیا تھا۔ اللہ کی شان جس دن گرفتار کر کے حاجی غلام مصطفیٰ مانک کو پولیس تھانہ لے گئی۔ تھانہ کروندی کی ایک سید زادی کو نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا بیٹی تمہارے شہر میں ہمارا ایک مہمان آ رہا ہے اس کا خیال رکھنا۔ چنانچہ معلومات حاصل کر کے اس بی بی نے حاجی صاحب کے لئے کھانے اور دیگر ضروریات کا اہتمام کیا۔ مقدمہ چلا وکیل نے کہا کہ اگر حاجی غلام مصطفیٰ قتل سے انکار کر دے تو جان بچ جائے گی۔ جواب دیا وکیل صاحب مجھے نبی کریم کی زیارت کا شوق تھا۔ بہت وظیفے پڑھے۔ درود شریف کی کثرت کی۔ صدقہ خیرات سب کچھ ہی کر ڈالا۔ مگر زیارت نصیب نہ ہوئی۔ جس دن سے اس قادیانی مردود کو جہنم رسید کیا ہے۔ شاید ہی کوئی رات خالی جاتی ہو جس میں سرکار کی زیارت کا شرف نہ ہو۔

جب ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو جہاں حکمرانوں نے قادیانیت نوازی کی انتہا کر دی وہاں مسلمان نوجوانوں نے ایثار و قربانی کی ایک تاریخ رقم کی۔ جناب مظفر علی شمسی کی روایت ہے کہ ایک ماں اپنے بیٹے کی بارات لے کر دہلی دروازہ کی جانب آ رہی تھی۔ سامنے سے گولیاں چلنے کی آواز آئی۔ پوچھا تو معلوم ہوا کہ ختم نبوت کے جلوس پر پولیس فائرنگ کر رہی ہے۔ باراتیوں سے معذرت کر کے رخصت کیا اور بیٹے سے کہا کہ جاؤ آقائے نامدار کی عزت پر قربان ہو جاؤ۔ میں نے آج ہی کے دن کے لئے تجھے جنا تھا۔ میں تمہاری شادی دنیا میں نہیں جنت میں کروں گی اور اس میں آقائے نامدار کو مدعو کروں گی۔ جاؤ جلدی کرو۔ میں شہید ختم نبوت کی ماں کہلوانا چاہتی ہوں۔ چنانچہ بیٹے نے ماں کے حکم کی تکمیل کی اور شہید ختم نبوت ہوا۔

آپ حضرات جانتے ہیں کہ ۵۳ء کی تحریک میں پوری امت قادیانیت کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئی تھی۔ لاہور اور اطراف کے مسلمان سارے کے سارے سڑکوں پر اُمڈ آئے تھے۔ چنانچہ حکومت نے مجبور ہو کر کرفیو لگا دیا۔ عین اسی وقت نماز کا وقت ہو گیا۔ لوگوں کو اذان اور نماز کے لئے مسجد جانے سے روک دیا گیا لیکن سبحان اللہ امت کے مجاہد نوجوانوں کی بہادری پر ایک مسلمان کرفیو کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آگے بڑھا مسجد میں پہنچا کھڑے ہو کر اذان شروع کی ابھی اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا دوسرا مسلمان آگے بڑھا اس نے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا تیسرا مسلمان آگے بڑھا لاشوں پر کھڑا ہو کر زور سے بولا اشھد ان محمد رسول اللہ گولی لگی قربان ہو گیا چوتھا آدمی آگے بڑھا تین لاشوں پر کھڑا ہو کر پکارا حی علی الصلوۃ گولی لگی جان دے دی پانچواں مسلمان آگے بڑھا غرض نو مسلمان شہید ہوئے مگر اذان پوری کر کے چھوڑی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

میرے دوستو! آج شاید کسی کو تعجب ہو کہ علماء اسلام اور عام مسلمان مرزائیت کے خلاف اس قدر مشتعل کیوں ہیں اور سب متحد ہو کر قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک رہے ہیں۔ یہ تعجب کی بات نہیں۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہوتے ہوئے قادیانیوں کو یہ جرات کیسے ہوئی کہ وہ اپنے جھوٹے کذاب قادیانی کی نبوت کی تبلیغ کریں' مسلمان ابھی زندہ ہیں اور وہ جب تک زندہ ہیں انشاء اللہ اپنے آقا کی ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آنے دیں گے۔

بقیہ: کراچی کے علماء کا اجلاس

ادائیگی اور حوصلہ افزائی کریں گے۔ یہ پروگرام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کے حکم پر کیا گیا اور آپ نے ہی اس میں خطاب فرمانا تھا لیکن آپ علالت کی بنا پر تشریف نہ لا سکے۔ اس اجلاس میں مندرجہ ذیل علماء کرام نے شرکت کی۔

مولانا مفتی منیر احمد اخون امیر شبان ختم نبوت' مولانا محمد یوسف جامعہ امام ابو حنیفہ' مولانا محمد سلیم صاحب مسجد قبا سائٹ کراچی' منظور احمد میٹروول نمبر۳' مولانا مشتاق الرحمٰن خطیب و امام مسجد توحید' مولانا حفیظ الرحمٰن مسجد دارالسلام' مولانا خلیل احمد بندھانی' مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدرسہ تعلیم القرآن محمد علی سوسائٹی' مولانا محمد ضیاء الدین صاحب' مولانا عبدالجبار صاحب میٹروول نمبر۳' مولانا محمد عبداللہ صاحب کورنگی' مولانا عزیز الرحمٰن ملیر' مولانا سید دراز احمد شاہ' مولانا احسان اللہ ہزاروی' مسجد توحید گلشن حدید' مولانا عبداللہ بلوچ' مولانا مفتی نظام الدین شامزئی مدرسہ علوم اسلامیہ' مولانا محمد علی صدیقی مبلغ ختم نبوت کراچی' مولانا غلام فرید' مولانا سالک ربانی ملیر' مولانا محمد صدیق ماڈل کالونی' مولانا معاویہ القاسمی گلشن اقبال' جناب ذوالفقار احمد' بھائی محمد نعیم' محمد یوسف یامین' محمد فاروق' محمد یوسف رشید' مولانا محمد شاہین میمن' مولانا عمر خطاب' مولانا شمس الحق مشتاق' جناب جعفر علی' مولانا عبدالرحمٰن فاروقی' مولانا خان محمد ربانی' مولانا حسین احمد نجیب' مولانا سعید احمد جلال پوری' مولانا مفتی محمد جمیل خان' مولانا غلام محمد' مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی' عبدالجلیل' مولانا محمد اسماعیل' جمعہ خان' غازی امان اللہ' مولانا محمد یوسف' مولانا عبدالشکور خیرپوری' مولانا منیر احمد سومرو نے شرکت کی۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مرزا قادیانی کے ژولیدہ دلائل

مرزا غلام احمد قادیانی مراق اور ذیابیطس کے مریض تھے' اور یہ دونوں مرض ان کو دعویٰ نبوت و مسیحیت کے انعام میں عطا کئے گئے تھے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

"دو مرض میرے لاحق حال ہیں' ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسرے بدن کے نیچے کے حصہ میں' اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے اور دونوں مرضیں اسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۰۶ روحانی خزائن ص ۳۲۰ جلد ۲۲)

مرزا کی کوئی کتاب پڑھنے بیٹھئے تو ممکن نہیں کہ مرزا کے مراقی بخارات سے (جس کو وہ حقائق و معارف کہا کرتے ہیں) خود آپ کا سر نہ چکرانے لگے گا "ان بخارات" کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ الفاظ ہیں معانی نہیں۔ دعویٰ ہے دلیل نہیں' خیالاتی محلات ہیں حقیقت نہیں اور خود لکھنے کا یہ حال کہ

نے باگ ہاتھ میں ہے نہ پا ہے رکاب میں

آیئے مرزا کا لیکچر لاہور سنیئے۔ جو ۳ ر دسمبر ۱۹۰۴ء کو ایک جلسہ میں پڑھا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"معلوم ہوتا ہے کہ سات ہزار برس میں دنیا کا ایک دور ختم ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اور اسی امر پر نشان قرار دینے کے لئے دنیا میں سات دن مقرر کئے گئے' تاکہ ہر ایک دن ایک ہزار برس پر دلالت کرے' ہمیں معلوم نہیں کہ دنیا پر اس طرح سے کتنے (سات ہزار سے) دور گذر چکے ہیں اور کتنے آدم اپنے اپنے وقت میں آچکے ہیں۔ چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے' اس لئے ہم مانتے اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنے نوع کے اعتبار سے قدیم ہے' لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں ہے۔"

(لیکچر لاہور ص ۳۸ تا ۳۹ روحانی خزائن ص ۱۸۴ جلد ۲۰)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ سات دن سے سات ہزار اور سات ہزار سے کئی سات ہزار۔ اور کئی سات ہزار سے دنیا کے قدیم ہونے کا عقیدہ کیسے نکل آیا؟ اور اس کی دلیل صرف یہ کہ "معلوم ہوتا ہے۔" مرزا صاحب نے غالباً اسلامی عقائد کی کتابوں کا مطالعہ نہیں فرمایا ورنہ ان کی نظر سے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ضرور گذرا ہوتا کہ "دنیا حادث ہے' پس جو شخص دنیا کو قدیم کہے وہ کافر ہے" (شرح فقہ اکبر ص ۱۲ مطبع مجتبائی) خالق اور خلق آگے ارشاد ہوتا ہے۔

"افسوس کہ حضرات عیسائیاں یہ عقیدہ رکھتے ہیں' کہ صرف چھ ہزار برس ہوئے کہ جب خدا نے دنیا کو پیدا کیا' اور زمین و آسمان بنائے' اور اس سے پہلے خدا ہمیشہ کے لئے معطل اور بے کار تھا اور ازلی طور پر "معطل چلا آتا تھا۔ یہ ایسا عقیدہ ہے کہ کوئی صاحب عقل اس کو قبول نہیں کرے گا۔ مگر ہمارا عقیدہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھلایا ہے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے اگر چاہے تو کروڑوں مرتبہ زمین و آسمان کو فنا کرکے' پھر ایسے ہی بنا دے۔"

(روحانی خزائن ص ۱۸۴ جلد ۲۰)

مرزا صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر خدا خالق قدیم ہے تو لازم ہے کہ مخلوق کو بھی قدیم مانا جائے ورنہ لازم آئے گا کہ خدا ہمیشہ سے خالق نہیں بلکہ (معاذاللہ) ازل سے "معطل اور بے کار چلا آتا ہے۔ مگر یہ وہی مراقی مغالطہ ہے جو فلاسفہ اور دہریے ہمیشہ پیش کرتے ہیں ار اہل اسلام کا اس کے مقابلہ میں ہمیشہ یہ عقیدہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل ہی سے صفت خالقیت کے ساتھ موصوف ہے مگر مخلوق ازلی نہیں بلکہ حادث ہے۔

امام اعظمؒ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

"اور اللہ تعالیٰ ازل ہی سے خالق رہا ہے جب کہ اس نے مخلوق کو پیدا نہیں کیا تھا۔"

علامہ علی قاریؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"حاصل یہ کہ جیسا کہ امام طحاویؒ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے صرف مخلوق کو پیدا کرکے خالق کا نام نہیں پایا' اور مخلوق کی ایجاد کے بعد اس کو باری کا نام نہیں ملا بلکہ اسے ربوبیت کی صفت اس وقت حاصل تھی جبکہ کوئی مربوب نہیں تھا اور خالقیت کی صفت اس وقت بھی حاصل تھی جبکہ کوئی مخلوق موجود نہیں تھی۔ جس طرح مردوں کو زندہ کرنے کے بعد وہ "زندہ کرنے والا" کہلاتا ہے۔ اسی طرح وہ ان کو پیدا کرنے سے قبل بھی اسم خالق کا مستحق تھا' اس لئے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت ازلیہ سے مخلوق کے ازلی ہونے پر استدلال کرنا عقلاً" ونقلاً" غلط ہے اور یہ دہریوں کا عقیدہ ہے۔ مسلمانوں کا نہیں سات ہزار کا دورہ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

"اس (اللہ تعالیٰ) نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ آدم جو پہلی امتوں کے بعد آیا جو ہم سب کا باپ تھا اس کے دنیا میں آنے کے وقت سے یہ سلسلہ انسانی شروع ہوا ہے اور اس سلسلہ کی عمر کا پورا دورہ سات ہزار برس تک ہے۔ یہ سات ہزار خدا کے نزدیک ایسے ہیں جیسے انسان کے سات دن۔" (لیکچر لاہور ص ۳۹ روحانی خزائن ص ۱۸۴' ۱۸۵ جلد ۲۰)

یہاں مرزا صاحب کے دو دعوے ہیں' اول یہ کہ خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آدم علیہ السلام' جو ہمارے جد امجد ہیں' وہ پہلی امتوں کے بعد آئے تھے۔ سوال یہ ہے کہ یہ خبر قرآن کریم کی کس آیت میں دی گئی ہے؟

دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ اس دنیا کی عمر' جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی' سات ہزار سال ہے یہ بات بھی کہیں قادیانی کتاب میں لکھی ہو تو ہو' مگر قرآن کریم اور آنحضرت' نے اس کی جانب کوئی اشارہ نہیں فرمایا سات ہزار دورے کا نکتہ قادیان کے "بیت الفکر" سے باہر کسی کو معلوم ہوتا تو ہر شخص آسانی سے بتا سکتا تھا کہ قیامت فلاں سن کی فلاں تاریخ کو آئے گی لیکن قرآن کریم نے صاف اعلان کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جب قیامت کے بارے میں دریافت کیا تو ارشاد فرمایا۔

"جس شخص سے دریافت کیا جارہا ہے وہ دریافت کنندہ سے زیادہ نہیں جانتا ہے۔"

بعض روایات جو اس سلسلہ میں مروی ہیں اول وہ اس لائق نہیں کہ کوئی عاقل ان پر اپنے توہمات کی عمارت کو استوار کرے' چنانچہ محدثین نے انہیں موضوع شمار کیا ہے اور اگر ان کی صحت کو تسلیم کرلیا جائے' مرزا صاحب کے سارے دعویٰ کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پانچویں ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے تھے اور روایات میں یہ آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے قبل چھ ہزار برس گزر چکے تھے۔ شیخ علی قاریؒ موضوعات کبیر میں حافظ ابن قیمؒ سے نقل کرتے ہیں۔

"کسی حدیث کے من گھڑت ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ قرآن کی نص صریح کے خلاف ہو" مثلاً" یہ حدیث کہ دنیا کی مقدار سات ہزار سال ہے اور ہم ساتویں ہزار میں کھلا جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوئی تو ہر شخص جان سکتا تھا کہ ہماری اس وقت سے قیامت آنے میں دوسو اکیاون برس باقی ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لوگ آپؐ سے دریافت کرتے ہیں کہ قیامت کا وقوع کب ہوگا؟ آپ کو اس کے بیان سے کیا تعلق؟ اس کی تعیین کا مدار صرف آپ کے رب کی طرف ہے۔ الآیۃ

اس کو نقل کرکے شیخ علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ "جلال الدین سیوطیؒ اپنے رسالہ "الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ عن الالف" میں اس حدیث کی تحقیق کے درپے ہوئے ہیں' اس کا حاصل یہ ہے کہ حدیث سے قرب قیامت کا ثبوت معلوم ہوتا ہے اور آیت سے تعیین وقت کی نفی معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا دونوں میں کوئی منافاۃ نہیں اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ امت پندرہ صدیوں سے تجاوز نہیں

کرے گی۔

اور ہمارے زمانے کے بعض بر خود غلط مدعیان علم نے کھلا جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہے (غالباً" مرزا صاحب انہی کے بروز ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ نے تو حدیث جبرئیل میں فرمایا ہے کہ "جس سے دریافت کیا جا رہا ہے وہ دریافت کنندہ سے زیادہ نہیں جانتا" تو اس نے حدیث میں تحریف کر کے کہا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ "اے جبرئیل! میں اور تم دونو جانتے ہیں" اور یہ سب سے بڑا جہل اور بد ترین تحریف ہے۔

اس پر تفصیل سے رد کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں کہ "مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ صریحی جھوٹی اور من گھڑت روایات کی تصدیق کرتے ہیں اور احادیث صحیح میں تحریف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کا حامی و ناصر ہے۔ وہ ایسے لوگوں کو قائم رکھے گا جو دین کی خیر خواہی کا حق ادا کرتے رہیں گے۔

(موضوعات کبیر صفحہ ۱۴۲' ۱۴۳)

حرف ابجد مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ "غرض بنی آدم کی عمر کا دور سات ہزار برس مقرر ہے اور اس میں ہمارے نبی ﷺ کے عہد میں پانچ ہزار برس کے قریب گذر چکا تھا یا بہ تبدیلی الفاظ یوں کہو کہ خدا کے دنوں میں سے پانچ دن کے قریب گذر چکے تھے' جیسا کہ سورہ والعصر میں یعنی اس کے حروف میں ابجد کے لحاظ سے اشارہ فرمایا ہے "کہ آنحضرت ﷺ کے وقت میں جب وہ سورہ نازل ہوئی' تب آدم کے زمانہ پر اسی قدر مدت گذر چکی تھی جو سورہ موصوفہ اس حساب سے نوع انسانی کی عمر میں سے اب اس زمانہ میں چھ ہزار برس گذر چکے ہیں اور ایک ہزار برس باقی ہیں۔" (حقیقت الوحی ص ۲۰۹)

لیجئے مرزا صاحب نے سورہ والعصر سے حروف ابجد کا حساب لگا کر دنیا کی پوری تاریخ معلوم کرلی آدم سے آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک ۵ ہزار کے قریب اور چودہویں کے آخر تک چھ ہزار' اور قیامت ۷ ہزار مرزا صاحب کا یہ مسیحی یا مراقی دقیقہ انہیں اسی وقت سے الہام ہو گیا تھا' جب سے وہ مسیح موعود بنے۔ ازالہ اوہام سے لے کر براہین احمدیہ حصہ پنجم تک قریباً" تمام کتابوں میں وہ یکی رٹ لگاتے رہے۔ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں۔

"میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا۔ مثلاً" یہ جو اس عاجز پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقت آدم سے جس قدر آنحضرت ﷺ کے زمانہ بعثت تک مدت گزری تھی وہ تمام مدت سورہ والعصر کے اعداد حروف میں بحساب قمری مندرج ہے۔

یعنی چار ہزار سات سو چالیس (۴۷۴۰)

اب بتلاؤ کہ یہ دقائق قرآنیہ میں قرآن کریم کا اعجاز نمایاں ہے کس تفسیر میں لکھے ہیں۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۵۸ طبع پنجم)

اب ظاہر ہے کہ یہ خبط کسی اور کو کب سوجھ سکتا ہے جو مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت کے طفیل سوجھا' مرزا صاحب فخر کرتے ہیں کہ یہ دقائق و حقائق بتاؤ کس تفسیر میں لکھیں ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ ایسے "دقائق و حقائق" کہانت میں داخل ہیں جو اسلامی عقائد میں کفر کا شعبہ قرار دیا گیا ہے۔

شیخ علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

"ایک مسئلہ یہ ہے کہ کاہن جو غیب کی خبریں دیتا ہے۔ اس کی تصدیق کرنا کفر ہے۔ کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔" کہہ دیجئے کہ نہیں جانتے غیب جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں' سوائے اللہ کے" اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کاہن کے پاس گیا پس اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے کفر کیا اس کے ساتھ جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔"

" اور کاہن وہ شخص ہے جو آئندہ زمانے کے واقعات کی خبر دیتا ہے اور مکان کے اسرار کی معرفت کا مدعی ہو اور کہا گیا ہے کہ کاہن ساحر ہے۔ اور نجومی جب آئندہ واقعات کے علم کا دعویٰ کرے تو وہ بھی کاہن کے مثل ہے۔ اور اسی حکم میں رمال داخل ہے۔"

"قونوی کہتے ہیں کہ حدیث کاہن' قیافہ شناس اور نجومی سب کو شامل ہے' اس لئے نجومی' رمال اور اس نوعیت کے دوسرے لوگ مثلاً" کنکریاں پھینک کر حساب لگانے والے کی پیروی جائز نہیں ان لوگوں کو جو اجرت دی جاتی ہے وہ بالاجماع حرام ہے۔ جیسا کہ بغوی اور قاضی عیاض وغیرہ نے نقل کیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے بعد اس شخص کی پیروی بھی جائز نہیں جو مدعی الہام بن کر الہامات کے ذریعہ خبریں دیتا ہو اور نہ اس شخص کی پیروی جائز ہے۔ جو حروف ابجد کے علم کا مدعی ہو کیونکہ یہ بھی کاہن کے حکم میں ہے"۔

ان لوگوں کے بارے میں طویل بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

ان لوگوں میں سے بعض لوگ قتل کے مستحق ہیں مثلاً" وہ شخص جو اس قسم کے جھوٹے حربوں سے نبوت کا مدعی ہو یا شریعت کی کسی چیز میں تبدیلی کا خواہاں ہو وغیرہ۔

(شرح فقہ اکبر ۱۸۲' ۱۸۳)

اس آخری تحریر کے وقت تو شاید شیخ علی قاریؒ پر مرزا صاحب کی شخصیت منکشف ہو گئی تھی۔ مرزا صاحب انہیں نجومی حیلات کے ذریعہ مسیحیت و نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور انہیں باطل حربوں سے لوگوں سے یہ منوانا چاہتے ہیں کہ اب تک پوری امت نے جو سمجھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہ نفس نفیس تشریف لائیں گے۔ یہ غلط ہے بلکہ اس سے مراد مثیل مسیح کی آمد ہے اور وہ یہ خاکسار ہے۔ ہفت روزہ دورہ کی تقسیم ۔۔۔ مرزا صاحب آگے فرماتے ہیں۔

"ان سات ہزار برس کی قرآن شریف' اور دوسری خدا کی کتابوں کی رو سے تقسیم یہ ہے کہ پہلا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا زمانہ ہے اور دوسرا ہزار شیطان کے تسلط کا زمانہ ہے اور پھر تیسرا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا' اور چوتھا ہزار شیطان کے تسلط کا' اور پھر پانچواں ہزار نیکی اور ہدایت پھیلنے کا (یہی وہ ہزار ہے جس میں سید و مولانا ختمی پناہ حضرت محمد ﷺ دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے اور شیطان قید کیا گیا۔) اور پھر چھٹا ہزار شیطان کے کھلنے کا اور مسلط ہونے کا زمانہ ہے جو قرون ثلثہ کے بعد شروع ہوتا ہے اور چودہویں صدی کے سر پر ختم ہو جاتا ہے اور پھر ساتواں ہزار خدا اور اس کے مسیح کا اور ہر ایک خیر و برکت اور ایمان و اصلاح اور تقویٰ اور توحید اور خدا پرستی ہر ایک نیکی اور ہدایت کا زمانہ ہے۔" ۲۰

مرزا صاحب کی یہ سات روزہ تقسیم عقل و نقل کے خلاف محض خبط اور خام خیالی پر مبنی ہے۔

اولاً" قرآن کریم کی کسی آیت سے یہ مضمون مستنبط نہیں ہوتا اس لئے قرآن کی طرف اس کو منسوب کرنا افترا علی اللہ ہے۔

ثانیاً"۔ دوسرے خدا کی کتابوں میں اول تو یہ مضمون نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ پر ڈبل جھوٹ ہے' علاوہ ازیں وہ سب کتابیں ایسی حالت میں ہیں کہ ان سے ایسے بڑے دعویٰ پر استدلال کرنا عقل و دانش کے خلاف ہے۔

ثالثاً"۔ دوسری ہزار سال کو مرزا صاحب "شیطان کا زمانہ" بتاتے ہیں حالانکہ اس زمانہ میں بھی انبیاء علیہم السلام آتے رہے۔ مرزا صاحب کی تقسیم کے معنی یہ ہیں کہ معاذ اللہ ایک ہزار سال تک خدا کی بات چلتی رہی دوسری ہزار سال میں خدا نے شیطان کو عنان حکومت سنبھال دی' اس طرح ہر ہزار سال کے بعد شیطان و رحمان کا تبادلہ ہوتا رہا' کوئی عاقل اس کو تسلیم کرے گا؟۔

رابعاً"۔ پانچواں ہزار سال جس میں مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کی بعثت بتاتے ہیں' اس کے سات سو چالیس میں تو بقول ان کے تاریکی چھائی رہی' کیونکہ آپ کی بعثت ۷۴۰ میں ہوئی تھی اور پورے تین سو سال کے بعد پھر تاریکی چھا گئی۔ اب غور فرمایئے' جس ہزار سالہ دور کا چون ہزار سالہ دور کا چون ہزار سال کفر و جہالت کا زمانہ کہا جائے گا؟؟

خامساً"۔ قرون ثلثہ (تین صدیوں) کے بعد مرزا صاحب کے نزدیک پھر تاریک دور شروع ہو گیا تھا' کیا اس کے معنی وہی نہیں جو مغرب کے ملاحدہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام چند سالوں کے بعد ختم ہو گیا تھا۔

سادساً"۔ مرزا صاحب اپنے دور کو آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں ذکر کرتے ہیں کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب آنحضرت ﷺ کا دور ختم ہوا چودہویں صدی سے اب مرزا صاحب کا دورہ شروع ہوتا ہے۔

باقی صفحہ ۲۶ پر

(قسط نمبر۲)

عبداللطیف مسعود ڈسکہ

عقیدہ ختمِ نبوت اور قادیانیت

مسئلہ ختم نبوت اور بزرگان دین

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا :- ترجمہ "فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نبوت سے مبشرات کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے خدا کے رسول ﷺ مبشرات کیا ہیں۔ فرمایا نیک خواب جسے مومن دیکھتا ہے اور اس کے بارے میں کوئی دوسرا دیکھے۔" (کنز العمال ص ۲۳ ج ۸)

ف :- صحیح حدیث میں ہے کہ اچھا خواب امر نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

تو اس حدیث میں ارشاد ہے کہ امر نبوت آنحضور ﷺ پر ختم ہو چکا ہے۔ ہاں اس کے بعض متعلقات یعنی اچھے خواب باقی ہیں۔ مگر وہ نبوت نہیں۔ کسی چیز کے ایک آدھ جزء کے حاصل ہو جانے سے وہ اصل چیز حاصل نہیں ہو جاتی۔

ترجمہ "آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد نبیوں کی مسجدوں میں سے آخری مسجد ہے۔"

(کنز العمال ص ۲۳ ج ۸ بروایۃ مسند بزار۔ دیلمی۔ ابن نجار)

ف :- یعنی میرے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی نبی کے نام سے کوئی مسجد ہی بنے گی۔

ترجمہ "ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کو خاتم النبیین تو کہو مگر یہ نہ کہو آپ کے بعد نبی کوئی نہیں" بظاہر یہ الفاظ سابقہ احادیث کے خلاف ہیں۔ اس لئے آگے وضاحت کر دی کہ حضرت عیسیٰ کی آمد اور نزول کے پیش نظر فرمایا ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔ لہٰذا خاتم النبیین کا صحیح مفہوم ذہن نشین کر کے کہا کرو۔ وہ یہ ہے کہ آپ کے بعد عیسیٰ تو آئیں گے مگر کوئی نیا نبی بن کر نہ آئے گا اور عیسیٰ پہلے ہی نبی تھے اب بن کر نہیں آئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ :- حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے کچھ تکلیف ہو گئی تو میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کر دیا اور خود کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور مجھ پر اپنے کپڑے کا ایک حصہ ڈال دیا۔ پھر فرمایا اے علیؓ ٹھیک ہو گئے ہو۔ تجھے کوئی تکلیف نہ ہو۔ میں نے اپنے لئے اپنے رب سے جو کچھ مانگا وہ تمہارے لئے بھی مانگا اور جو کچھ میں نے مانگا خدا نے مجھے عطا فرما دیا۔ ہاں مجھے یہ کہا گیا لا نبی بعدی کہ میرے بعد نبی کوئی نہ بنے گا۔ پھر میں اٹھ کھڑا ہوا۔ گویا مجھے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

(کنز العمال منقول از ختم نبوت ص ۳۳ ج ۲)

امام حسن رضی اللہ عنہ :- ترجمہ "خاتم النبیین کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا ہے تو آپؐ آخری مبعوث ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی بھی فرد مبعوث نہ ہو گا۔"

ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ :- ترجمہ "ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا تمام امت کے اجماع و اتفاق سے کفر ہے۔"

موضوعات کبیر میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ "روایت لوعاش ابراہیمؑ میں بات اس قضیہ شرطیہ کے فرض وقوع مقدم پر منحصر ہے کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ ابراہیم زندہ رہتے اور چالیس سال کو پہنچ جاتے تو نبی بن جاتے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی مکرم خاتم النبیین نہ ہوتے۔ حالانکہ یہ محال ہے۔ لہٰذا اس کا مقدم یعنی حیات ابراہیم بھی محال تھا۔"

ف :- یعنی یہ علی الوجہ الفرض ہے۔ مبنی بر حقیقت نہیں۔ جیسے فرمایا کہ اگر آسمان و زمین میں خدا کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو یہ سب کچھ تباہ ہو جاتا تو کیا اس سے خداؤں کی اکثریت ثابت ہو گی یا وحدانیت۔ ایسے ہی اس حدیث سے بھی ختم نبوت ثابت ہو گی نہ کہ حیات ابراہیم اور اجرائے نبوت۔

علامہ محمد طاہر سندھی مصنف مجمع البحار :- ترجمہ "خاتم اور خاتَم یعنی ت کی زیر یا زبر کے ساتھ یہ ہمارے نبی پاک ﷺ کا اسم گرامی ہے۔ اس کا معنی ہے آخری نبی۔" (مجمع البحار ص ۲۳۰ ج ۲)

ترجمہ "ہمارے نبی پاک ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ایک العاقب بھی ہے جس کا معنی ہے آخری نبی۔ سب سے آخر میں آنے والا۔ پچھلا۔"

(مجمع البحار ص ۲۰۴ ج ۲)

ترجمہ "تمام انبیاء کی ہدایت پر چلنے والے اور ان کے آخری فرد جیسے کہ خود فرمایا میں پیدائش میں تو سب سے پہلے ہوں لیکن بعثت میں سب کے بعد ہوں۔"

(مجمع البحار ص ۵۴ ج ۳)

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔

ترجمہ "(خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کے بعد کوئی اور نبی بنایا نہ جائے گا۔ کیونکہ آپ سابقہ تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ علیؓ ہوتے اور یہ بات اس روایت کے بھی خلاف نہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں آئی ہے کیونکہ یہ حکم فرضی اور تقدیری ہے (حقیقی نہیں) گویا کہ یوں فرمایا کہ اگر تصور کر لیا جائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہو گا تو میرے صحابہؓ میں سے ایک جماعت نبی بن جاتی۔ لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ لہٰذا صحابہؓ میں سے کوئی بھی نبی نہ بنا نہ علیؓ نہ عمرؓ نہ صدیقؓ نہ کوئی اور' اور یہی معنی ہے آپ کے اس ارشاد کا۔"

امام غزالیؒ کا عقیدہ :- امام غزالی اپنی کتاب "الاقتصاد" میں فرماتے ہیں کہ۔

"تمام امت اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہی سمجھی ہے اور آپ کے احوال کے قرائن سے بھی یہی حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ آپ نے اپنے بعد ہمیشہ کے لئے عدم نبوت و رسالت ہی کا مسئلہ سمجھایا ہے اور یہ بھی کہ اس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی تخصیص اور فرمایا کہ جس نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ صرف اولی العزم رسول نہیں آسکتے (عام آسکتے ہیں) تو اس کی یہ بات بالکل ہذیان اور خرافات ہی ہو گی اور اس کی تکفیر میں کوئی مانع اور رکاوٹ نہیں ہے کیونکہ اس نے اس نص صریح کی تکذیب کی ہے کہ جس کے متعلق امت متفق ہے کہ یہ آیت غیر مووّل اور غیر مخصوص البعض ہے۔"

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ "تمام اہل اسلام اعتقاد رکھتے ہیں کہ محمد ﷺ تمام رسولوں کے سردار اور ان کے ختم کرنے والے ہیں۔"

(غنیۃ الطالبین ص ۱۸۳)

ترجمہ "حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو نبی کا نام دیا گیا اور ہمیں صرف لقب یعنی ہمیں اپنے بارے میں نبی کا نام استعمال کرنا ممنوع ہے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ ہمیں قلبی طور پر اپنے کلام اور رسول اللہ ﷺ کے کلام کے معانی الہام فرماتا ہے۔"

امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ :- ترجمہ "آنحضور ﷺ کی نبوت کے بعد ہر ایک دعویٰ محض بغاوت اور خیال بندی ہے (حقیقت کچھ بھی نہیں)۔"

محی الدین ابن العربی :- ترجمہ "خاتم النبیین میں حرف استغراق کی بنا پر دعویٰ نبوت منقطع ہو چکا ہے۔"

ف :- یعنی آنحضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت ممنوع اور ناممکن ہے۔

نیز فرمایا۔ ترجمہ "پس مرتبہ نبوت خدا کی طرف سے

باقی ص ۲۶ پر

کراچی کے علماء کرام کا خصوصی اجلاس

ابن فریدی کے قلم سے

سب سے زیادہ خطرناک اور بدترین فتنہ قادیانی فتنہ ہے' مفتی نظام الدین شامزئی

قادیانی مرتد اور زندیق ہیں' امت مسلمہ اور حکومت پاکستان ان کے کفر کا فیصلہ کرچکی ہے' مولانا عبدالقیوم نعمانی

قادیانی ایسا ناسور ہے جس کا تعاقب انتہائی ضروری ہے' مولانا محمد علی صدیقی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ العالی کی دعوت پر کراچی کے علماء کرام کا اجلاس دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت میں ۱۷ نومبر بروز جمعرات کو مولانا مفتی منیر احمد اخون امیر شبان ختم نبوت کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس کی کارروائی قاری یار محمد صاحب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے اجلاس بلانے کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت ایک ایسا ناسور ہے جس کے تعاقب انتہائی ضروری ہے۔ مولانا نے مزید کہا کہ آپ حضرات کو اس لئے زحمت دی گئی اور آئندہ بھی دی جائے گی کہ آپ حضرات کو قادیانیوں کی نئی سازشوں سے آگاہ کیا جائے اور ایک بات کا انتہائی افسوس ہوا۔ جس کو ختم کرنے کے لئے اور اس سے آگاہ کرنے کے لئے بھی آپ حضرات کو زحمت دی کہ ایک صاحب ایک عالم دین کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ میری قادیانیوں سے بات ہوئی اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر یہ دلائل دیئے۔ آپ چونکہ ہماری مسجد کے امام و خطیب ہیں لہٰذا مجھے ان سوالات کا جواب چاہئے۔ علماء کرام! انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ وہ عالم دین اس نوجوان کو حیات مسیح کا مسئلہ نہ سمجھا سکا تو اس لئے ہم مجلس تحفظ ختم نبوت والوں نے یہ پروگرام ترتیب دیا ہے کہ آپ حضرات کو مہینہ میں ایک بار یہاں دفتر میں بلایا جائے اور حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کا بیان ہوا کرے۔ جس میں آپ کو قادیانیوں کی سازشوں سے آگاہ اور ان کے مقابلہ میں اتنے دلائل سے مسلح کردیا جائے کہ آپ کو کبھی بھی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ مولانا محمد علی صدیقی نے مزید کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح ۱۹۷۴ء سے قبل تمام علماء کرام قادیانیت کے خلاف کام کرنا بہت ضروری سمجھتے تھے آج بھی اسی طرح سمجھیں۔ آج ہم نے سوچ لیا کہ بس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کام کررہی ہے۔ ہمیں اس سے کیا۔ میرے انتہائی محترم علماء کرام بے شک یہ جماعت آپ کی خادم ہے اور یہ قادیانیت کے خلاف کام کرتی رہے گی۔ آپ حضرات اس کی سرپرستی فرمائیں۔ آپ حضرات کو شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین اس نازک ترین دور میں قادیانیوں کے خلاف کام کررہے ہیں۔

اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مجاہد عالم جناب مولانا عبدالقیوم نعمانی کو اظہار خیال کرنے کی دعوت دی گئی تو مولانا نعمانی نے فرمایا کہ ہم نے سوچ لیا تھا کہ قادیانیوں کا فتنہ اب ختم ہو گیا ہے کیونکہ ہمارے اکابر نے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوادیا لیکن آج سے [illegible] [illegible] مجھے معلوم ہوا کہ قادیانی کتنی شرارت کررہے ہیں اور ان کی شرارتوں سے جب ہم آگاہ ہوئے تو ہم نے کام کرنے کا عزم کیا۔ جب ہم میدان میں نکلے کام کے لئے تو معلوم ہوا کہ ان کی سازشیں کہاں تک ہیں۔ اس میں سب سے بڑی حیرانگی ہمیں اس وقت ہوئی جب ہمارے پیچھے نماز اور جمعہ ادا کرنے والوں نے ہم سے پوچھا کہ کیا قادیانی کافر ہیں۔ ہم نے کہا کہ مرتد اور زندیق ہیں۔ حکومت پاکستان اور امت مسلمہ ان کے کفر کا فیصلہ کرچکی ہے تو ہمارے مسلمان حیرانگی سے پوچھتے تھے کہ کیا قادیانی کافر ہیں اور جب ہم نے اپنے علاقہ منظور کالونی محمود آباد اعظم بستی میں دیکھا کہ قادیانیوں کے جال کہاں تک پھیل چکے ہیں ایسے ایسے گھرانوں کا معلوم ہوا جن کا ہم یقین بھی نہیں کرسکتے تھے کہ ایسا بھی ہوگا۔ بہرحال ہم نے کام کیا اور آج ہم کامیابی کی طرف رواں دواں ہیں اور اس میں میرا ساتھ سب سے زیادہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اور مولانا حفیظ الرحمن نے دیا۔ بہرحال آخر میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ قادیانی بہت سازشی لوگ ہیں۔ ان کا مقابلہ ہرحال میں ضروری ہے۔ مولانا نعمانی کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممبر شوریٰ اور جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے استاذ حدیث جناب مولانا مفتی نظام الدین شامزئی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دور کا سب سے زیادہ خطرناک اور بدترین فتنہ قادیانی فتنہ ہے اور دنیا کے تقریباً تمام وسائل اس فتنہ کے پاس موجود ہیں اور مسلمانوں کے پاس پہلے بھی اتنے وسائل نہیں تھے اور اب بھی نہیں ہیں۔ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد مسلمانوں کے ساتھ تھی اور آج بھی ساتھ ہے۔ نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور نبی اکرم ﷺ پر ختم ہوا۔ اب نبوت کی حفاظت اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کرنا آپ علماء کرام کا کام ہے۔ ان فتنوں پر ہمیں خاموش نہیں رہنا چاہئے۔ اگر ہم خاموش رہے تو یاد رکھئے ہم بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ مولانا نے قرآن مجید میں مذکور ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک قوم کو اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار سے روکا تو ان میں تین گروہ ہوگئے ایک وہ جو سرعام نافرمانی کرتا تھا اور ایک گروہ نے خاموشی اختیار کرلی اور وہ سوچ لیا کہ ہمیں اس سے کیا اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر آئے گا اور تیسرے گروہ نے ان کو اس کام سے باز رکھنے کی کوشش شروع رکھی۔ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو ان تین گروہوں میں سے صرف وہ گروہ بچا جو نافرمانی کرنے والوں کو منع کرتا تھا۔ پہلا گروہ نافرمانی میں اللہ کے عذاب کا مستحق ٹھہرا اور دوسرا مصلحت کی وجہ سے۔ اب آپ اور ہم کو فیصلہ کرنا ہے کہ ہم کس جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں کے ایمان کو ہر طریقے سے لوٹنے کے چکر میں ہیں اور اپنی تبلیغ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ تقریر اور تحریر اپنے تمام حربے استعمال کررہے ہیں۔ مال، عورت تک کے چکر چلا کر مسلمانوں کے ایمان خراب کرنے کی کوشش میں ہیں۔ نوجوان نسل کو جرمنی، امریکہ اور کینیڈا بھیجنے کا لالچ دے کر قادیانی بنا رہے ہیں اور ہم خاموش ہیں۔ مصلحت پسندی اختیار کئے ہوئے ہیں جو ہمیں نہیں کرنی چاہئے اور میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ کراچی میں جو قتل و غارت گری ہورہی ہے اس میں ساٹھ فیصد قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔ اگر ہم نے ان کا مقابلہ نہ کیا تو ہم اور کمزور ہوتے جائیں گے۔ آج تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہمیں اور آپ کو بلایا حالانکہ ہمیں چاہئے تھا کہ کوئی بلائے یا نہ بلائے ہم خود ایک جگہ جمع ہوں۔ عالم ہے یا مدرس کارکن ہے یا نہیں صرف مسلمان ہونا شرط ہے سب کو چاہئے کہ عقیدہ ختم نبوت کے لئے کام کریں۔ تمام مسلمانوں کا تعلق ختم نبوت سے ہے اور ہمیں بڑھ چڑھ کر عقیدہ ختم نبوت کے لئے کام کرنا چاہئے اور عافیت پسندی کی راہ اختیار نہیں کرنی چاہئے اس کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ آخر میں مولانا مفتی جمیل خان نے حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ العالی کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ کو اور تمام علماء کرام کو مہینہ میں ایک بار بلایا کریں گے اور امید ہے کہ آپ تشریف لا کر دینی ذمہ داری کی [illegible]

چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

(نمائندہ خصوصی)

چیچہ وطنی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عرصہ دراز کے بعد "چوک شہداء ختم نبوت" میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس مورخہ ۱۸ نومبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت قائد تحریک ختم نبوت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے کی۔

کانفرنس سے تحریک ختم نبوت کے روح رواں مولانا عزیز الرحمن جالندھری' شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا' مولانا ضیاء الرحمن فاروقی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا محمد فقیر اللہ' مولانا محمد صفدر میاں چنوں' مولانا عبدالعزیز آف جتوئی' چوہدری خالد لطیف چیمہ نے خطاب کیا۔

مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج سے ایک صدی قبل کا دور اہل اسلام اور مسلمانان ہند کے لئے ابتلاء و آزمائش کا بدترین دور تھا۔ انگریزی سامراج نے دجال قادیان سے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کروا کے مسلمانان ہند کی وحدت کو پارہ پارہ کردیا۔ مرزا قادیانی کا قلم ناموس رسالت کے خلاف سب سے زہریلا قلم تھا۔ اس کے خلاف علماء حق نے ایک سو سال تک جدوجہد کی۔

مولانا اللہ وسایا نے تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں علماء حق کی ایک سو سالہ تاریخ پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ مولانا نے قادیانیت کے خلاف ہونے والے عدالتی فیصلوں' فیصلہ مقدمہ بہاولپور' فیصلہ جیمس آباد' فیصلہ راولپنڈی' فیصلہ کوئٹہ ہائی کورٹ' لاہور ہائی کورٹ کے کئی ایک فیصلے' وفاقی شرعی عدالت' شریعت ایپلٹ بنچ اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کا حوالہ دے کر فرمایا کہ لوئر کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک قادیانیت کے خلاف فیصلہ کرنے والے ججوں نے قادیانیت کے خلاف قرآن و سنت اور آئین پاکستان کے مطابق فیصلہ کرکے کرسی عدالت کی لاج رکھ لی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانیت کے مکمل خاتمہ تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ انہوں نے پنجاب گورنمنٹ کی قادیانیت نوازی کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے کہا کہ جب مسلمانان پاکستان نے قادیانیوں کے سرپرست حکمرانوں کے خلاف تحریک نجات چلائی تو مسلمانوں کے غیض و غضب سے دنیا کی کوئی طاقت حکومت کو نہیں بچا سکے گی۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ مرزائیت نوازی چھوڑ کر آئین پاکستان پر عملدرآمد کرائے۔

مولانا ضیاء الرحمن فاروقی نے کہا کہ اگر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مرزائیوں کی تشویشناک سرگرمیوں اور پنجاب حکومت کی مرزائیت نوازی کے خلاف تحریک چلائی تو سپاہ صحابہؓ ہراول دستہ ثابت ہوگی۔

انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' ناموس رسالت اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی کے لئے سرگرم عمل ہے تو سپاہ صحابہؓ ناموس رسالت کی پاسبانی کرنے والے "خدام" صحابہ کرامؓ کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے میدان عمل میں آچکی ہے۔

کانفرنس میں شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی' جناب عبدالعزیز انجم' طارق حفیظ جالندھری' مولانا محمد شریف نے نعتیہ کلام پیش کیا۔

کانفرنس کی کامیابی کے لئے قاری زاہد اقبال' حاجی محمد ایوب' مولانا عبدالخالق رحمانی نے شب و روز محنت کرکے چیچہ وطنی میں تحریک ختم نبوت کے لئے عظیم روایات کی یاد تازہ کردی۔ واضح رہے کہ چیچہ وطنی تحریک ختم نبوت کا عظیم مرکز رہا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پرجوش مبلغ مولانا عبدالرحمن میانویؒ ایک عرصہ تک چیچہ وطنی میں خطابت کے جوہر لٹاتے رہے ہیں۔ مولانا میانویؒ کی وفات کے بعد تقریباً بیس سال بعد یہ پہلی کانفرنس تھی۔ جس نے مسلمانان چیچہ وطنی میں ایک نیا جوش و ولولہ پیدا کردیا ہے۔ چیچہ وطنی غلہ منڈی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر قائم ہوچکا ہے۔ قاری زاہد اقبال خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ خداوند قدوس موصوف کی خدمات کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔

قراردادیں

○۔ یہ اجلاس ملاکنڈ اور باجوڑ ایجنسی میں تحریک نفاذ شریعت کے کارکنوں پر اندھادھند فائرنگ' بے گناہ مسلمانوں کے قتل عام پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ ملاکنڈ اور باجوڑ ایجنسی کے مسلمانوں کے مطالبہ کو فی الفور تسلیم کرتے ہوئے پورے ملک میں بالعموم اور مذکورہ بالا علاقوں میں شریعت محمدی کے نفاذ کا اعلان کیا جائے۔ نیز یہ اجلاس تحریک نفاذ شریعت کے کارکنوں سے یکجہتی کا اظہار کرتا ہے۔

○... قادیانی جہاد کے منکر ہیں لہٰذا فوج میں کمیشن نہ دیا جائے اور پہلے سے موجود اہم اسامیوں پر سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔ نیز اہم سول عہدوں سے بھی انہیں نکالا جائے۔

○... میاں منظور احمد وٹو کے پنجاب پر برسراقتدار آتے ہی پورے صوبے میں قادیانیوں کی سرگرمیاں بڑھ گئی ہیں۔ بالخصوص اوکاڑہ میں وزیراعلیٰ پنجاب کے قادیانی باپ کی ارتدادی سرگرمیاں باعث اضطراب ہیں۔ باوثوق ذرائع کے مطابق حال ہی میں میاں جہانگیر وٹو کی سرپرستی میں "صندوک" نامی گاؤں میں قادیانیوں نے جلسہ کرکے مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ میاں جہانگیر وٹو کو قانون کا پابند کیا جائے۔ بصورت دیگر قوم یہ سوچنے پر مجبور ہوگی کہ یہ سب کچھ میاں منظور احمد وٹو کی شہہ پر ہو رہا ہے۔

○... وزیراعلیٰ پنجاب کے قادیانی مشیر اعلیٰ راجہ منور احمد کو اس عہدہ سے الگ کیا جائے۔

○... ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرکے مرزائیت کی تبلیغ پر مکمل پابندی عائد کی جائے اور مرتد کے لئے سزائے موت کا اعلان کیا جائے۔

○... ڈش انٹینا ملک بھر میں فحاشی' عریانی' بے دینی پھیلا رہا ہے' یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ ڈش انٹینا پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔

○... آج کا یہ عظیم الشان اجتماع یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ محلہ احمد نگر کی مسجد کا ۴۰ سالہ غیر متنازعہ ماحول بحال کیا جائے۔ مسجد کی تالہ بندی ختم کرکے اہل علاقہ کی رائے کا خیال کرتے ہوئے انتظام غیر جانبدار انتظامیہ کے حوالے کیا جائے۔ مسجد کے پرسکون ماحول کو خراب کرنے والے افراد کو گرفتار کرکے سزا دی جائے۔

قادیانیوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کریں گے' مولانا محمد علی صدیقی

قادیانیوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کریں گے۔ یہ بات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے جامع مسجد نور گلشن آباد میں شبان ختم نبوت کے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ مولانا نے فرمایا کہ قادیانی اور تمام باطل فرقے اپنی بھرپور طاقت کے ساتھ اسلام کو ختم کرنے میں مصروف عمل ہیں اور یہود و ہنود ان کی پوری پوری سرپرستی کر رہے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ قادیانیت کے خلاف متحد ہو کر کام کریں اور امت مسلمہ کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت اجاگر کریں۔ جب تک نبی کریم ﷺ سے محبت خالص نہیں ہوگی۔ ہم سے کامیابی دور رہے گی۔ اجلاس میں شبان ختم نبوت کے کارکنوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جس میں سرفہرست محمد طارق صدیقی اور بھائی عبدالکریم صاحب ہیں۔

اللہ کے لئے محبت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔

"بندہ کے لئے ذیل کی دعا سے بہتر کوئی دعا نہیں ہے۔
اللھم انی اسئلک العافیۃ و المعافاۃ فی الدنیا والاخرۃ۔

ترجمہ "اے اللہ میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت طلب کرتا ہوں۔"

قسط: ۲

جھوٹے نبی مرزا قادیانی کی بڑی بیماریاں

اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب طبیب بھی تھے۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص طبیب ہو یا کم از کم نیم طبیب ہو وہ اتنا جاہل نہیں ہو سکتا کہ مراق کا مفہوم سمجھنے سے بھی قاصر ہو۔ بعض مرزائی کہتے ہیں کہ مراق سے کوئی دوسرا مرض مثلاً دورہ سر یا دوران سر وغیرہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔ اس کے جواب میں حکیم عبدالرحمن صاحب ساکن بچھکاں ضلع گورداسپور کی طرف سے ۱۸ مئی ۱۹۳۴ء کے جریدۂ اہل حدیث امرتسر میں ایک چیلنج شائع ہوا تھا کہ مراق کا لفظ مفرد طور پر صرف مالیخولیا مراق کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور اگر اس کے خلاف کسی طبیب یا ڈاکٹر یا مولوی کو دعویٰ ہو تو مجھ سے مباحثہ کرلے۔ مگر کسی کو مقابلہ کی جراٴت نہ ہوئی۔

مرزا غلام احمد مراق کا کس طرح شکار ہوئے؟

مالیخولیا مراق میں مبتلا ہونے کی دو وجہیں تھیں۔ ایک تو مسلسل کئی مہینے کے نفلی روزے جو انہوں نے اوائل میں اس خیال سے رکھے ہوں گے کہ شاید ان سے درجہ ولایت مل جاتا ہوگا۔ دوسری کثرت مطالعہ۔ مرزا جی نے دونوں کی خود تشریح کی ہے۔

چنانچہ "کتاب البریہ" میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی غذا کو کم کرنا شروع کیا یہاں تک کہ میں تمام رات دن میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا۔ اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً" آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اس قدر قلت غذا کے خدا تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا۔ (کتاب البریہ ص ۱۹۵)

اور لکھا کہ میں نے کئی جاہل درویش ایسے بھی دیکھے ہیں کہ جنہوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر یبوست دماغ سے وہ مجنون ہو گئے۔ اور بقیہ عمر ان کی دیوانہ پن میں گزری یا دوسرے امراض سل اور دق وغیرہ میں مبتلا ہو گئے۔ آج کل کے اکثر نادان فقیر جو مجاہدات سکھلاتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ پس ان سے پرہیز کرنا چاہئے۔ (کتاب البریہ ص ۱۹۷)

اور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے فرشتوں کو انسان کی شکل پر دیکھا یاد نہیں کہ دو تھے یا تین (ان میں سے ایک تو غالباً" مرزا صاحب کا رفیق اعلیٰ ٹیچی ٹیچی ہوگا اور دوسرے اس کے بھائی بند ہوں گے۔ راقم) یہ آپس میں باتیں کرتے تھے اور مجھے کہتے تھے کہ کیوں اس قدر مشقت اٹھاتا ہے اندیشہ ہے کہ بیمار نہ ہو جاوے۔ میں نے سمجھا کہ یہ جو ۶ ماہ کے روزے رکھے ہیں ان کی طرف اشارہ ہے۔

(البشریٰ جلد اول حصہ دوم ص ۴۴)

ان تحریروں میں قادیانی صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ تقلیل غذا اور خشک مجاہدوں سے دماغ میں یبوست پیدا ہوتی ہے اور جنون دیوانگی آگھیرتی ہے۔ چنانچہ بہت سے جاہل (و بے مرشد) درویش جنون کا شکار ہو گئے اور ان کی عمر دیوانگی یا سل و دق وغیرہ امراض میں گزری۔

لیکن بوالعجبی دیکھو کہ اپنے متعلق الہامی صاحب نادانی سے یہی سمجھتے رہے کہ وہ تقلیل غذا کے باوجود ہر بلا و آفت سے محفوظ ہیں۔ حالانکہ ان کا مراق بلاشبہ اسی مہیب دماغی نتیجہ تھا جو کسی مرشد کامل کے حکم کے بغیر تقلیل غذا سے پیدا ہو گیا تھا۔

مرض کی تولید کا دوسرا سبب کثرت مطالعہ تھا۔ معراج الدین مرزائی نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ نے کتابوں کے دیکھنے کا اس قدر شوق اور شغل دیا ہوا تھا کہ مطالعہ کے وقت گویا دنیا میں نہیں ہوتے تھے۔ آپ کی عادت شروع سے ایسی ہی تھی کہ اکثر مطالعہ ٹہل کر کرتے تھے اور ایسے محو ہو کر کثرت سے ٹہلتے تھے کہ جس زمین پر ٹہلتے تھے دب دب کر باقی زمین سے متمیز اور بہت نیچی ہو جاتی تھی۔

(سوانح عمری مرزا صاحب ملحقہ براہین احمدیہ ص ۶۳)

اور مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہیں تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آئے۔

(کتاب البریہ ص ۱۵۰)

لیکن صحت میں فرق آکے رہا۔ مراقی مسیح کے پیروؤں نے ان کے مراق کے بعض اور وجوہ و اسباب بھی بتائے ہیں۔ مثلاً ایک نے لکھا کہ حضرت (مرزا) صاحب کی تمام تکالیف۔ مثلاً دوران سر' درد سر' کمی خواب' تشنج دل' بدہضمی' اسہال' کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھی۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۲۶ مئی ۱۹۲۷ء)

دوسرا لکھتا ہے کہ مرض مراق حضرت (مرزا) صاحب کو ورثہ میں نہیں ملا بلکہ مراقی علامات کے دو بڑے سبب تھے۔ اول کثرت دماغی محنت' تفکرات' قوم کا غم اور اس کی اصلاح کی فکر۔ دوسرا غذا کی بے قاعدگی کی وجہ سے سوء ہضم اور اسہال کی شکایت۔ (ایضاً" بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۹)

مراقی ہونے کے عملی ثبوت

مسیح صاحب مراقی تھے اور ان کا مراقی ہونا ان کے تمام حرکات و سکنات عادات و اطوار سے مترشح ہوتا تھا۔ چند دل آویز نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ مرزا صاحب گورداسپور گئے اور مقدمہ کے دوران میں اپنی چھڑی میاں محمد علی (موجودہ امیر جماعت احمدیہ لاہور) کو رکھنے کے لئے دی۔ جب مرزا صاحب کچہری سے رخصت ہونے لگے تو میاں محمد علی صاحب نے وہ چھڑی الہامی صاحب کو دینی چاہی۔ انہوں نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اسے غور دیکھا اور فرمایا کہ یہ کس کی چھڑی ہے؟ عرض کیا گیا حضور ہی کی ہے۔ حضور ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا اچھا! میں تو سمجھا تھا کہ میری نہیں ہے حالانکہ وہ چھڑی مدت سے ان کے ہاتھ میں رہتی تھی۔

(سیرت المہدی جلد اول ص ۲۲۷)

جوتی پاؤں میں' تلاش گاؤں میں

یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان نے کتاب "حیات النبی" میں لکھا کہ سردی کا موسم تھا۔ مرزا صاحب نے چمڑے کے موزے پہن رکھے تھے۔ رات کو سونے لگے تو پاؤں سے جوتا نکالا۔ ایک جوتا تو نکل گیا اور دوسرا پاؤں ہی میں رہا۔ اس جوتے سمیت ہی رات بھر سوئے رہے۔ اٹھے تو جوتے کی تلاش ہوئی۔ ادھر ادھر بہیتیرا دیکھا پتہ نہیں چلا ایک پاؤں موجود ہے اور یہ خیال نہیں آتا کہ دوسرا پاؤں میں رہ گیا ہوگا۔ خادم نے کہا کہ شاید کتا لے گیا ہوگا۔ اور اس خیال سے وہ ادھر ادھر دیکھنے بھاگنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد جو اتفاق سے مسیح صاحب کا ہاتھ اپنے پاؤں سے چھوا تو معاً" فرمانے لگے۔ اوہو یہ تو پاؤں ہی میں ہے اور ہم یہ خیال کرتے رہے کہ صرف جراب ہے۔ خیر خادم کو آواز دی کہ جوتا مل گیا پاؤں ہی میں رہ گیا تھا۔ (حیات النبی جلد اول ص ۱۹۱)

ایک مرتبہ مرزا صاحب اور سید محمد علی شاہ تلاش روزگار کے خیال سے قادیان سے چلے۔ کلانور کے قریب ایک نالے سے گزرتے ہوئے مرزا صاحب کی جوتی کا ایک پاؤں نکل گیا

غرض اس وقت تک انہیں معلوم نہ ہوا۔ جب تک وہاں سے بہت دور جا کر یاد نہیں کرایا گیا۔

(حیات النبی جلد اول ص ۵۸)

ماسٹر کریم بخش معروف بہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ حضرت لکھ رہے تھے۔ ایک خادمہ کھانا لائی اور حضرت کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کھانا حاضر ہے۔ فرمایا خوب کیا۔ مجھے بھوک لگ رہی تھی اور میں آواز دینے کو تھا۔ وہ چلی گئی اور مرزا صاحب پھر لکھنے میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں کتا آیا اور بڑی فراغت سے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ برتنوں کو بھی خوب صاف کیا۔ اور بڑے سکون اور وقار سے چلا گیا۔ بہت دیر کے بعد ظہر کی اذان ہوئی تو مرزا صاحب کو کھانا یاد آیا۔ آواز دی۔ خادمہ دوڑی آئی۔

(بقیہ ص ۲۷ پر)

بقیہ : عقیدہ ختم نبوت

ایک خصوصیت ہے اور اب یہ دروازہ بند ہو چکا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ذریعے اس سلسلہ کو ختم کر دیا گیا ہے۔ لیکن ولایت قیامت تک حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ وہ اکتسابی ہے۔" (فتوحات ص ۱۴۰ ج ۳)

فصوص الحکم میں فرمایا۔ بسلسلہ کلمہ محمدیہ کی فردیت میں۔

کیونکہ آپ کی ذات مقدسہ اس نوع انسانی میں اکمل ترین فرد ہیں، اسی بنا پر آپ کی ذات مقدس ہی سے یہ سلسلہ شروع فرمایا اور آپ ہی پر اختتام فرمادیا۔ آپ اس وقت بھی نبی تھے جبکہ ابھی آدم پانی اور مٹی کے آمیزہ کے مرحلہ میں تھے۔ پھر آپ اس مادی اور عنصری پیدائش میں خاتم النبیین ہوئے۔

دوسرے مقام پر لکھا کہ۔

اور نبوت تشریعی اور رسالت منقطع ہو چکی ہیں اور یہ انقطاع حضرت محمد ﷺ کی ذات بابرکات میں وجود پذیر ہوا۔ پس آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئے گا جو کوئی شریعت پیش کرے یعنی وہ رسول ہو اور نہ ہی مشروع لہ ہوگا یعنی کوئی نبی پیدا ہو جو کسی دوسرے رسول کی شریعت پیش کرے اور نہ کوئی رسول ہوگا جو کہ خود شریعت پیش کرتا ہو۔

(فصوص الحکم ص ۲۲۸ لکھنؤ)

شیخ عبدالوہاب الشعرانی :۔ آپ فرماتے ہیں کہ۔

ترجمہ۔ "جان رکھو کہ اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ آپ خاتم المرسلین ہیں، جیسے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔"

ف :۔ یعنی تمام امت اس پر متفق ہے کہ آنحضور ﷺ رسولوں کے بھی ختم کرنے والے ہیں جیسے کہ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ پس آپ کے بعد نہ کوئی رسول بنے گا اور نہ کوئی نبی۔

دوسری جگہ بحث نبوت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ۔ "یعنی یہ باب نبوت آنحضور ﷺ کے بعد بالکل بند کر دیا گیا ہے اب یہ قیامت تک کسی کے لئے بھی کھولا نہ جائے گا۔ یعنی آپ کے بعد کسی کو بھی نبی نہ بنایا جائے گا۔ آپ سے قبل جو بن گئے سو بن گئے، اس کے بعد ہرگز نہ بن سکیں گے۔" (الیواقیت ص ۳۲ ج ۲)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی :۔ قرآن مجید میں آیت خاتم النبیین کے تحت حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ یعنی آپ کے بعد کوئی بھی پیغمبر نہ ہوگا۔

تفہیمات الٰہیہ میں فرماتے ہیں کہ۔

ترجمہ "آپ پر سلسلہ انبیاء ختم کر دیا گیا یعنی یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے یا نبی بن جائے۔" (تفہیمات الٰہیہ ص ۷۲ ج ۲۔ تفہیم نمبر ۵۳)

شاہ عبدالقادر الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ :۔

موضح القرآن آیت خاتم النبیین کا تفسیری نوٹ اور پیغمبروں پر مہر ہے اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔

شیخ عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں کہ و از اں جملہ است کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین است و بعد از وے ہیچ پیغمبرے نخواہد بود قرآن مجید بداں ناطق است و در حدیث آمدہ الخ۔

(مدارج النبوۃ ص ۱۴۲ ج ۱ باب ۵)

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ۔

ترجمہ "پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے اور ان کے آخری نبی اور ان کی نبوت کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔" (مکتوبات حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۷)

مولانا جلال الدین رومیؒ

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود
مثل او نے بود و نے خواہند بود
چونکہ در صنعت برد استاد دست
نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

(مثنوی دفتر ۶ ص ۸ مطبوعہ طبع مجیدی)

بقیہ : مرزائیت [illegible]

ساتھا" مرزا صاحب اپنے دور کو جو چودھویں صدی سے شروع ہوتا ہے خیر و برکت، ایمان و یقین، صلاح و تقویٰ، توحید و خدا پرستی اور نیکی و ہدایت کا دور بتلاتے ہیں، کیا دنیا کا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کی آمد کے بعد ان چیزوں میں ترقی ہوئی؟ مرزا صاحب سے پہلے ایمان و تقویٰ اور صلاح و ہدایت کا جو حال تھا، ان کے آنے کے بعد اس میں مزید انحطاط اور تنزل ہوا یا ترقی ہوئی؟ یہ زمانہ بہ نسبت گزشتہ زمانہ کے "خدا کا زمانہ" کیسے ہو گیا کیا ستم ہے کہ جس دور میں ہزاروں اکابر، اولیاء اللہ اور مجددین امت پیدا ہوئے، اس کو شیطانی زمانہ کہا جائے اور جس زمانہ میں مرزا صاحب کے بقول، ۸۰ لاکھ مسلمان عیسائی ہوئے اس کو خدا پرستی کا زمانہ قرار دیا جائے۔

یہ مرزا صاحب کی صرف ایک کتاب کا چند سطروں کا مرقع پیش کیا گیا ہے، اسی نمونہ سے اندازہ کیجئے کہ مرزا صاحب کی مسیحیت نے اسلام اور مسلمانوں پر کیا کیا ستم ڈھائے؟ تاریخ کو کیسے مسخ کیا، قرآن کریم کو کیسے بگاڑا۔

تکمیل سخن کے لئے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ آدم علیہ السلام سے آنحضرت ﷺ تک کے دور کی تاریخ کو کوئی قطعی ذریعہ دنیا کے پاس نہیں ہے۔ تاہم مورخین نے ظن و تخمین کے ذرائع سے (جن میں بائیبل کے مندرجات بھی شامل ہیں) یہ مدت قریباً چھ ہزار سال بتائی ہے۔ اس لئے مرزا غلام کا یہ دعویٰ صحیح نہیں کہ آنحضرت ﷺ، آدم علیہ السلام ۴۷۳۹ برس بعد مبعوث ہوئے تھے اسی طرح آنحضرت ﷺ کی بعثت قیامت کے مقارن واقع ہوئی ہے، اسی بنا پر آپ کا اسم گرامی نبی الساعۃ بھی ہے۔ خود آنحضرت ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر فرمایا کہ میری بعثت اور قیامت کے درمیان بس اتنا فاصلہ ہے۔ لیکن اس کی ٹھیک مدت علام الغیوب کے سوا کسی کو معلوم نہیں اس لئے مرزا غلام کا یہ دعویٰ کہ ان کی "بعثت" کے بعد ابھی دنیا کی زندگی ٹھیک ایک ہزار سال باقی ہے۔ قرآن و حدیث کی تکذیب کے مترادف ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول بالکل قرب قیامت ہوگا، وہ چالیس سال زمین میں انتقال کریں گے۔ مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ اور انہیں آنحضرت ﷺ کے روضۂ اقدس میں دفن کیا جائے گا۔ ان کے وصال کے بعد سات سال تک دنیا میں خیر و صلاح کا دور دورہ رہے گا، سات سال بعد ایک ہوا چلے گی جس سے تمام اہل ایمان کی وفات ہو جائے گی۔ اور یہ صرف اشرار الناس باقی رہ جائیں گے، ان پر قیامت قائم ہوگی۔

یہ علامات قیامت کا مختصر نقشہ ہے جو صحیح احادیث میں آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا، اس سے جہاں مرزا صاحب کا دعویٰ دنیا کی عمر کے بارے میں باطل ہو جاتا ہے وہاں ان کا یہ دعویٰ بھی غلط ہو جاتا ہے کہ آسمان سے نازل ہونے والا "مسیح" وہی ہے۔

جن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر ایمان ہے اور جو آنحضرت ﷺ کو نبی صادق مانتے ہیں، انہیں ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان علامات کو رکھنا چاہیے جو آنحضرت ﷺ نے بڑی تفصیل و تشریح کے ساتھ بیان فرمائی ہیں۔ اور دوسری طرف مرزا صاحب کا سراپا ان علامات سے ملانا چاہیے اگر علم اور بصیرت اللہ تعالیٰ نے دی ہو تو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک ایک علامت مرزا غلام قادیانی کے دعویٰ کی تکذیب کرتی ہے۔ ہاں جن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ ہی سے تعلق نہ ہو، نہ آپ کا کسی پر ایمان ہو، ان کو اختیار ہے کہ اپنے لئے جو راستہ چاہیں تجویز کریں۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

بقیہ: مرزا قادیانی کی بیماریاں

غرض کیا میں تو بہت دیر ہوئی جب کھانا آپ کے آگے رکھ کر آپ کو اطلاع کر گئی تھی۔ (سیرت مسیح موعود ص ۳۰)

ایک مرتبہ ایک ضعیف العمر آدمی نے خاکسار راقم الحروف سے بیان کیا تھا کہ ایک عیار جسے ملہم صاحب کے مراق ہونے کا بخوبی علم تھا قادیانی صاحب کی مجلس میں آیا اور مریدوں کی طرح ہاتھ پاؤں چوم کر ایک دھیلہ نذر کیا۔ ملہم صاحب نے دھیلے کو گنی (اشرفی) سمجھ کر جیب میں ڈال لیا۔ اس وقت اور لوگ بھی نذرانے پیش کر رہے تھے اور الہامی صاحب حسب معمول تمام رقمیں جیب میں ڈالتے جاتے تھے جب اس شخص کو یقین ہو گیا کہ اس کا پیش کردہ دھیلہ روپوں میں مل چکا ہو گا تو کہنے لگا حضور! میں نے جو گنی نذر کی ہے اس میں سے پانچ روپے حضور کا نذرانہ ہے۔ باقی دس روپے مجھے عطا فرمایئے۔ ملہم صاحب نے دس روپے کا نوٹ اس کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد جب الہامی صاحب اپنے دولت کدہ پر تشریف لے گئے اور محمود احمد کی والدہ کوٹ کی جیبوں سے روپے اور نوٹ نکالنے لگیں تو الہامی صاحب نے فرمایا کہ روپوں میں ایک گنی بھی ہے اسے احتیاط سے الگ کر لینا۔ بیوی نے روپے نکال کر بہت دیکھ بھال کی مگر گنی دکھائی نہ دی۔ آخر کہنے لگیں کہ گنی تو کوئی نہیں البتہ ایک دھیلہ ضرور موجود ہے۔ اب الہامی صاحب کو احساس ہوا کہ فلاں شخص جس نے دس روپے کا نوٹ لیا تھا چکمہ دے گیا ہے۔ اس کے تعاقب میں چند آدمی دوڑائے مگر اب وہ کہاں مل سکتا تھا۔

چوزہ ذبح کرنے کی بجائے اپنی انگلی کاٹ ڈالی

مرزا بشیر احمد نے ان کمالات سے بھی بڑھ کر ایک عجیب و غریب واقعہ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ گھر میں مرغی کا ایک چوزہ ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس وقت گھر میں کوئی اور آدمی اس کام کے انجام دینے والا نہیں تھا۔ اس لئے حضرت (مرزا) صاحب اس چوزہ کو لے کر خود ہی ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری چلانے کے غلطی سے اپنی ہی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون بہہ گیا اور مرزا صاحب توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔

(سیرت المہدی جلد ا ص ۴)

مسٹر عبداللہ خاں مرزائی سابق پروفیسر مندر کالج پٹیالہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مرزا صاحب کو پسلی میں درد محسوس ہوا۔ اپنے خادم حامد علی سے فرمایا حامد علی چند روز سے میری پسلی میں درد ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی چیز چبھتی ہے۔ اس نے جسم پر ہاتھ پھیرا تو ایک بڑی سی اینٹ واسکٹ (صدری) کی جیب میں تھی۔ حامد علی نے اینٹ نکال کر کہا۔ یہ اینٹ آپ کو چبھتی تھی مسکرا کر فرمایا اوہو! چند روز ہوئے محمود نے اسے میری جیب میں ڈالا اور کہا تھا اسے نکالنا نہیں۔ میں اس سے کھیلوں گا۔

(سوانح حضرت مسیح موعود ص ۶۷)

مرزا صاحب کو شیرینی سے بہت پیار تھا۔ اس زمانہ میں مٹی کے ڈھیلے جیب ہی میں رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے رکھ لیتے تھے۔

(حالات مرزا صاحب از معراج الدین عمر مرزائی ملحقہ براہین احمدیہ ص ۶۷)

ایک مرتبہ بالا خانہ کی کھڑکی سے گر پڑے تو داہنے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور داہنا ہاتھ مدت العمر کمزور رہا۔ اس سے لقمہ تو اٹھا سکتے تھے لیکن پیالہ نہیں اٹھایا جا سکتا تھا۔ نماز میں بھی داہنا ہاتھ بائیں کے سہارے سنبھالنا پڑتا تھا۔

(سیرت المہدی جلد اول ص ۱۹۸)

ایک دفعہ مرزا صاحب کے لحاف میں مرا ہوا بچھو پایا گیا۔ دوسری دفعہ لحاف کے اندر چلتا ہوا بچھو دیکھا گیا۔ ایک دفعہ دامن کو آگ لگی تو دوسرے نے آکر بجھائی۔

(ایضاً ص ۱۹۱)

ایک مرتبہ کوئی مرید مرزا صاحب کے لئے گرگابی لے آیا۔ پہن تو لی مگر الٹے سیدھے پاؤں میں امتیاز نہ کر سکتے تھے۔ بسا اوقات الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف اٹھاتے تھے بلکہ جب الٹا پاؤں پڑ جاتا تو پریشان ہو کر یوں گل افشانی فرماتے کہ ان (انگریزوں) کی (ایجاد کردہ) کوئی چیز اچھی نہیں (اسی واسطے پچاس الماریاں کتابیں انگریز بہادر کی تعریف میں لکھی تھیں۔ راقم) بیوی صاحبہ نے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگا دیئے تھے۔ مگر باوجود اس کے الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد اول ص ۵۳)

سبحان اللہ ذکاوت ہو تو ایسی ہو۔

مدت العمر گھڑی دیکھنی بھی نہ آئی

چھوٹے چھوٹے بچے گھڑی دیکھ کر فوراً وقت بتا دیتے ہیں لیکن مسیح صاحب کو بڑھاپے تک بھی اس کی تمیز نہ ہوئی چنانچہ میاں بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مرزا صاحب کو کسی نے ایک جیبی گھڑی تحفتاً دی۔ حضرت (مرزا) صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ہر ایک ہندسہ پر انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے جاتے اور منہ سے بھی گنتی بولتے جاتے غرض گھڑی دیکھ کر وقت معلوم نہ کر سکتے تھے۔ (ایضاً ص ۱۹۲، ۲۹۴)

ایک دفعہ شیخ رحمتہ اللہ نے کہا حضور گھڑی تو اچھی چلتی ہے؟ مرزا صاحب نے ایک رومال کو فرش پر رکھ کر اور ایک دو گانٹھیں کھول کر اس میں سے گھڑی نکالی۔ معلوم ہوا کہ بند ہے۔ چابی دی گئی۔ وقت درست کیا گیا۔ میاں محمد علی صاحب نے آہستہ سے کہا اب جس دن پھر آؤ گے چابی دے دینا۔ مرزا صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے کہ ایک گھڑی ایسی ہے جسے سات دن کے بعد چابی دی جاتی ہے۔

(اخبار الحکم قادیان ۲۱ رمئی ۱۹۳۴ء)

اسی طرح مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ بعض دفعہ جب جراب پہنتے تو اس کی ایڑی پنجے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی۔ اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا۔ (سیرت المہدی جلد ۲ ص ۵۸)

بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگے ہوتے تھے۔ (ایضاً ۳۶)

الہامی صاحب کھانا کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو کھانا کھا کر یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ کیا پکا تھا اور ہم نے کیا کھایا۔ (ایضاً ص ۳۱)

ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔ (ایضاً ص ۵۸)

بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سیر کو جاتے ہوئے کسی خادم کا ذکر غائب کے صیغہ میں کرتے تھے حالانکہ وہ ان کے ساتھ ہوتا تھا اور پھر کسی کے جتلانے پر پتہ چلتا تھا کہ وہ شخص تو ساتھ ہی جا رہا ہے۔ (ایضاً ص ۷۷)

سامنے اور پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کسی کا نام لے کر کہتے کہ فلاں کو بلاؤ۔ چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد کہتے ہیں کہ کسی دوست کی موجودگی کی ضرورت محسوس ہوئی تو فرمایا فلاں صاحب کو بلاؤ۔ وہ صاحب پاس ہی بیٹھے ہوئے بول پڑے کہ حضور میں تو بیٹھا ہوں۔ فرمایا اخاہ! آپ موجود ہیں۔ یہ بہت خوب ہوا۔ (پیغام صلح ۱۸ اپریل ۱۹۳۳ء)

بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ایک شخص مثلاً بھیرہ کو جا رہا ہے۔ اس سے دریافت کرتے کہ بھیرہ یہاں سے کتنی دور ہے۔ راستہ میں گاڑی کہاں کہاں تبدیل ہو گی؟ لیکن اس سے دوسرے یا تیسرے روز اگر کوئی شخص پھر بھیرہ جانے والا ہوتا تھا تو اس شخص سے بھی وہی باتیں دریافت کرتے جو پہلے سے دریافت کر چکے تھے۔

(الفضل قادیان ۳ر جنوری ۱۹۳۱ء ص ۹)

ایک ہندو کو خط لکھا تو السلام علیکم لکھ کر دیا۔ کاٹ کر پھر لکھ دیا اور تیسری دفعہ پھر لکھ دیا۔ آخر کاغذ ہی بدل ڈالا۔

(سیرت المہدی جلد اول ص ۱۷۰)

الہامی صاحب کو زر نقد جان سے زیادہ عزیز تھا۔ اور چونکہ ہر وقت یہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ نقدی کا رومال مرض مراق کی نذر نہ ہو جائے۔ اس لئے انتہائی احتیاط سے کام لے کر رومال کو صدری کے ساتھ سلوا لیتے تھے۔ چنانچہ میاں بشیر احمد لکھتے ہیں۔

معمولی نقدی وغیرہ ململ کے رومال میں جو بڑے سائز کا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا سرا واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے۔ یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد اول ص ۴۲)

باقی آئندہ

########################

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی "دارالمبلغین" کے زیر اہتمام

پندرہ روزہ سالانہ "رد قادیانیت کورس"

۱۵ر شعبان تا ۳۰ر شعبان ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۷ر جنوری تا ۳۱ر جنوری ۱۹۹۵ء
بمقام مدرسہ و دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) ضلع جھنگ

○ عالمی مجلس کی مجلس عمومی نے اس سال فیصلہ کیا کہ سالانہ "رد قادیانیت کورس" صدیق آباد (ربوہ) میں ہوگا۔

○ اس کورس میں ممتاز علماء کرام، مناظرین اسلام، اسکالر حضرات لیکچر دیں گے۔

○ اس کورس میں شریک حضرات کو رہائش، خوراک، کاپی پنسل کے علاوہ عالمی مجلس کی کتب کا منتخب سیٹ اور ڈیڑھ صد روپیہ نقد وظیفہ دیا جائے گا۔

○ کورس میں شرکت کے لئے علماء، خطباء، دینی مدارس کے سال چہارم سے اوپر کے طلباء، انڈر میٹرک یا اس سے اوپر کے اسکولوں و کالجوں کے اسٹوڈنٹس، سرکاری و غیر سرکاری ملازمین اور جدید تعلیم یافتہ حضرات درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔

○ ہر روز چار وقت کلاسیں لگیں گی۔ ۱۔ صبح کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ۔ ۲۔ آٹھ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے دن۔ ۳۔ بعد از ظہر تا عصر۔ ۴۔ مغرب یا عشاء کے بعد دو گھنٹے (گویا ہر روز نو سے دس گھنٹہ تک تعلیم ہوگی)۔ جسمانی ورزش و تعلیم دفاع عصر تا مغرب علاوہ ازیں ہوگی۔

○ اس کورس میں شریک ہونے والے حضرات کو دلائل و براہین سے پندرہ روز میں اتنا مسلح کر دیا جائے گا کہ وہ چلتے پھرتے ختم نبوت کاز کے مبلغ و مجاہد ثابت ہوں گے۔

○ عالمی مجلس کے اس تاریخ ساز فیصلہ پر عملدرآمد کرنا ہر مسلمان، تمام مقامی جماعتوں، مبلغین حضرات و اراکین شوریٰ و اراکین مجلس عمومی کا فرض اولین ہے۔

○ دینی مدارس کے مہتمم حضرات و شیوخ حدیث سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس مہم میں عالمی مجلس کی سرپرستی فرمائیں۔

○ تمام رفقاء آج سے محنت شروع کریں۔ رفقاء کو اس غنیمت موقع سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے تیار کریں۔ ان کی فہرستیں بنائیں اور سادہ کاغذ پر جملہ کوائف کے ساتھ ان کی درخواستیں ذیل کے پتہ پر ملتان بھجوائیں۔

○ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا لازمی ہے۔

الداعی :۔ عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مرکزی دفتر۔ حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون نمبر۔ ۴۰۹۷۸